ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
21
www.tanzeem.org
یکم تا 7 جمادی الثانی 1430ھ / 26 مئی تا یکم جون 2009ء

پاکستان کے بقا واستحکام کے لوازم

ملک وملت کے استحکام ہی نہیں بقا تک کے لیے حسب ذیل چیزیں ناگزیر اور لازمی ہیں:

- ایک ایسا طاقتور انسانی جذبہ جو جملہ حیوانی جبلتوں پر غالب آ جائے اور قوم کے افراد میں کسی مقصد کے لیے تن من دھن لگا دینے حتیٰ کہ جان تک قربان کر دینے کا مضبوط ارادہ اور قوی داعیہ پیدا کر دے۔
- ایک ایسا ہمہ گیر نظریہ جو افرادِ قوم کو ایک ایسے مضبوط ذہنی وفکری رشتے میں منسلک کر کے بنیانِ مرصوص بنا دے جو رنگ، نسل، زبان اور زمین کے تمام رشتوں پر حاوی ہو جائے اور اِس طرح قومی یکجہتی اور ہم آہنگی کا ضامن بن جائے!
- عام انسانی سطح پر اخلاق کی تعمیرِ نو جو صداقت، امانت، دیانت اور ایفاءِ عہد کی اساسات کو ازسرِ نو مضبوط کر دے اور قومی وملی زندگی کو رشوت، خیانت، ملاوٹ، جھوٹ، فریب، ناانصافی، جانبداری، ناجائز اقربا پروری اور وعدہ خلافی ایسی تباہ کن برائیوں سے پاک کر دے۔
- ایک ایسا نظامِ عدل اجتماعی (System of social justice) جو مرد اور عورت، فرد اور ریاست، اور سرمایہ اور محنت کے مابین عدل واعتدال اور قسطِ وانصاف، اور فی الجملہ حقوق وفرائض کا صحیح وحسین توازن پیدا کر دے!
- ایک ایسی مخلص قیادت جس کے اپنے قول وفعل میں تضاد نظر نہ آئے اور جس کے خلوص واخلاص پر عوام اعتماد کر سکیں!

تحریکِ پاکستان کے تاریخی اور واقعاتی پس منظر، اور پاکستان میں بسنے والوں کی عظیم اکثریت کی فکری وجذباتی ساخت، دونوں کے اعتبار سے یہ بات بلاخوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ اِس ملک میں یہ تمام تقاضے صرف اور صرف دین ومذہب کے ذریعے اور اسلام کے حوالے اور ناتے سے پورے کیے جا سکتے ہیں۔

"استحکام پاکستان"
ڈاکٹر اسرار احمد

اس شمارے میں

پندرہ ہزار ڈالر
مالاکنڈ میں فوجی آپریشن اور......
ہنگاموں اور فسادات کا اصل سبب؟
ہجرت، معصیت اور خدمت
کسبِ حرام کی نحوست
سوات میں فوجی آپریشن کے خلاف تنظیم اسلامی کے مظاہرے
کراچی خودی میں آشیانہ
آپریشن جاری ہے!

الھدیٰ (373)

سورۃ الاعراف

(آیات: 138 تا 141)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

﴿وَجٰوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰی قَوْمٍ یَّعْکُفُوْنَ عَلٰٓی اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا یٰمُوْسَی اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا کَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۭ قَالَ اِنَّکُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِیْهِ وَبٰطِلٌ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۹﴾ قَالَ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْکُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَاِذْ اَنْجَیْنٰکُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَسُوْمُوْنَکُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ۚ یُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَکُمْ وَیَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَکُمْ ۭ وَفِیْ ذٰلِکُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ عَظِیْمٌ ﴿۱۴۱﴾﴾

”اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار اتارا تو وہ ایسے لوگوں کے پاس جا پہنچے جو اپنے بتوں (کی عبادت) کے لیے بیٹھے رہتے تھے۔ (بنی اسرائیل) کہنے لگے کہ موسیٰؑ جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں، ہمارے لئے بھی ایک معبود بنا دو۔ موسیٰؑ نے کہا کہ تم بڑے ہی جاہل لوگ ہو۔ یہ لوگ جس (شغل) میں (پھنسے ہوئے) ہیں وہ برباد ہونے والا ہے اور جو کام یہ کرتے ہیں، سب بیہودہ ہیں۔ (اور یہ بھی) کہا کہ بھلا میں اللہ کے سوا تمہارے لئے کوئی اور معبود تلاش کروں حالانکہ اس نے تم کو تمام اہل عالم پر فضیلت بخشی ہے۔ اور (ہمارے ان احسانوں کو یاد کرو) جب ہم نے تم کو فرعونیوں (کے ہاتھ) سے نجات بخشی۔ وہ لوگ تم کو بڑا دکھ دیتے تھے۔ تمہارے بیٹوں کو تو قتل کر ڈالتے تھے اور بیٹیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے۔ اور اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے سخت آزمائش تھی۔“

بنی اسرائیل کے مصر سے صحرائے سینا تک کے سفر کا تذکرہ مدنی سورتوں میں کئی مرتبہ آیا ہے۔ یہاں بھی اِس سفر کے کچھ حالات کا بیان ہے۔ بنی اسرائیل جب مصر سے نکلے، اور اللہ تعالیٰ نے انہیں سمندر سے یا دریا سے پار اتار دیا، تو اُن کا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جو اپنے اپنے بتوں کا اعتکاف کرتے تھے، یعنی اُن کے پاس جم کر بیٹھ جاتے تھے۔ بت پرستی کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر رادھا کرشن جو ہندوستان کے صدر بھی رہے ہیں کہتے ہیں کہ ہم یہ نہیں سمجھتے کہ ان بتوں میں کچھ ہے، یہ بت تو ہم کسی دیوی دیوتا کے نام پر بناتے ہیں تاکہ ہم بھرپور طور پر اپنی توجہ مرکوز کر سکیں۔ کیونکہ کسی محسوس شے کی موجودگی کے بغیر Concentration نہیں ہو سکتی ؎ ”خوگر پیکر محسوس ہے انساں کی نظر“ اللہ کے ساتھ اگر لو لگانا چاہیں تو کیسے لگائیں؟ بقول اُن کے اگر کوئی تصویر سامنے رکھ لیں تو توجہ کو مرکوز کرنا آسان ہو جائے گا۔ ڈاکٹر رادھا کرشن اور برٹرینڈ رسل دونوں ہم عصر ہیں اور دونوں اپنے دور کے چوٹی کے فلسفی ہیں۔ اول الذکر مذہبی قسم کا فلسفی تھا جس نے اپنی تصنیفات کے ذریعے ہندوستان میں بت پرستی کے فلسفے کو اجاگر کیا اور موخر الذکر ملحد قسم کا فلسفی تھا۔ یہ دونوں ہی ہم عمر ہوئے ہیں۔ ان میں ہر ایک نے 90 سال سے زائد عمر پائی۔ مسلمانوں کے ہاں بھی اعتکاف ہے۔ وہ ماہ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرتے ہیں۔ اعتکاف کرنے والے مسجد کے کسی کونے میں ڈیرہ جما لیتے ہیں اور ہر قسم کی دنیاوی مصروفیات سے منہ موڑ کر اللہ کے ذکر، دعا اور مناجات میں مشغول ہو جاتے ہیں، اپنی توجہ اللہ کی ذات پر مرکوز رکھتے ہیں۔ بہر حال جن لوگوں پر موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں کا گزر ہوا، وہ اپنے اپنے بتوں کا اعتکاف کرتے تھے۔ جب انہوں نے یہ منظر دیکھا تو کہنے لگے اے موسیٰ علیہ السلام! ہمارے لئے بھی کوئی الٰہ بنا دو، جیسا کہ ان لوگوں کے معبود ہیں، تاکہ کوئی ایسی نشانی ہو جس کو ہم ذریعہ بنا کر اس کا اعتکاف کریں اور اپنی توجہ کا مرکز بنا لیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، یہ بات کہہ کر تم جہل کا ارتکاب کر رہے ہو۔ یہ لوگ جس چیز کو اختیار کیے ہوئے ہیں، اس کی بنا پر تو یہ برباد ہونے والے ہیں اور جو کچھ یہ کر رہے ہیں اس کی کوئی حقیقت نہیں، وہ سب باطل ہے۔ اور فرمایا، کیا میں اللہ کے سوا تمہارے لئے کوئی اور الٰہ تلاش کروں جب کہ اس نے تو تمہیں تمام جہان والوں پر فضیلت دی ہے؟ اور اے بنی اسرائیل ذرا وہ وقت بھی تو یاد کرو جب ہم نے تمہیں اُن فرعونیوں سے نجات دی تھی جو تمہارے بیٹوں کو قتل کر کے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ رکھ کر تمہیں بدترین عذاب میں مبتلا رکھے ہوئے تھے۔ یقیناً اس صورت حال میں تمہارے رب کی طرف سے بہت بڑی آزمائش تھی۔

فرمان نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

مرنے کے بعد صرف عمل ساتھ رہتا ہے

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((یَتْبَعُ الْمَیِّتَ ثَلَاثَۃٌ فَیَرْجِعُ اِثْنَانِ وَیَبْقٰی وَاحِدٌ یَتْبَعُہٗ اَھْلُہٗ وَمَالُہٗ وَعَمَلُہٗ ، فَیَرْجِعُ اَھْلُہٗ وَمَالُہٗ وَیَبْقٰی عَمَلُہٗ)) (متفق علیہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”(مرنے کے بعد قبر تک) میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں۔ دو چیزیں لوٹ آتی ہیں اور ایک چیز اس کے ساتھ رہتی ہے۔ (1) اس کا کنبہ اور رشتے دار۔ (2) اس کا مال (3) اس کا عمل۔ (دفن کے بعد) پہلی دو چیزیں پلٹ جاتی ہیں اور اس کا عمل اس کے ساتھ باقی رہتا ہے۔“

تشریح: موت کے بعد آدمی کی تجہیز و تکفین ہوتی ہے۔ رشتہ دار اشکبار آنکھوں سے اسے سپرد خاک کرتے ہیں۔ وارث اس کی جائیداد پر قبضہ کر لیتے ہیں۔ پھر خون کے رشتہ داروں میں ماں، باپ، بیوی، بچوں وغیرہ میں سے کوئی مُردہ کے قریب نہیں جاتا۔ اے ادھر جانے والے! سوائے تیرے عمل کے (وہ برا ہے یا بھلا) اور کوئی چیز تیرے ساتھ نہیں جائے گی۔ بس تیرا عمل ہی تیرا رفیق اور وفا شعار دوست ہوگا۔

ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پندرہ ہزار ڈالر

فضا میں طیاروں کی گڑگڑاہٹ وقفے وقفے سے جاری ہے اور وہ ٹھیک ٹھیک نشانے لگا رہے ہیں۔ لانگ رینج توپوں کی گھن گرج تو بلاوقفہ جاری ہے اور وہ آہن و آتش کی بارش برسا رہی ہیں۔ یہ اسلحہ اور بارود جس نے دیا ہے اُسی کے حکم سے چل رہا ہے۔ شاید یہ سب کچھ اِسی شرط پر دیا گیا تھا کہ یہ تمہیں اپنے نہیں، ہمارے دشمن کے خلاف استعمال کرنا ہوگا اور یہ بھی ہم طے کریں گے کہ تمہارا دوست کون ہے اور دشمن کون، مت بھولو کہ یہ فیصلہ کرنے کا تمہیں نہیں ہمیں حق ہے۔ اگر ہماری ہدایت پر عمل ہوتا رہا تو ہم تمہیں مشروط لیکن مناسب شرح سود پر قرضہ بھی امداد کے نام پر دیتے رہیں گے۔ لہٰذا جس طرح کبھی بھارت کے خلاف جنگ شروع ہونے پر سربراہِ حکومت قوم سے خطاب کیا کرتا تھا، اِسی انداز میں وزیراعظم یوسف رضا گیلانی نے قوم سے خطاب کرتے ہوئے گھنی داڑھی، لمبے جبے اور عمامہ پوشوں کے خلاف کھلی جنگ کا اعلان کیا۔ بھارت کے بارے میں ہمارے صدر آصف علی زرداری پہلے ہی فرما چکے ہیں کہ ہمیں بھارت سے کبھی کوئی خطرہ نہیں رہا، لہٰذا مشرقی سرحد سے فوجیں شمال مغرب کی طرف رواں دواں ہیں، تاکہ 'اصل' دشمن کا قلع قمع کیا جاسکے۔

دوسری طرف آصف علی زرداری پاکستان کی صدارتی تاریخ کے طویل ترین دورے پر سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے سفارتی محاذ پر جنگ لڑ رہے تھے۔ انہوں نے امریکہ کو یقین دلایا کہ وہ اُس کے دشمنوں کے خلاف بڑی جرأت اور بہادری سے لڑیں گے۔ البتہ اُنہوں نے کہا کہ کوئی جنگ مال اور جان صرف کیے بغیر نہیں لڑی جاسکتی۔ جان کی بازی ہم لگا دیں گے، مال آپ خرچ کریں، جس پر امریکہ مشروط مالی امداد دینے پر رضامند ہوگیا۔ یہ 'گراں قدر' قومی خدمت بجالانے کے بعد صدر زرداری اور اُن کے رفقاء کار نے چند دن آرام فرمایا، جسے پاکستان کے قومی خزانے نے بخوشی قبول فرمایا اور ہمارے دو تھکے ماندے وزیروں نے ایک نائٹ کلب کا رُخ کیا، جو ایک بھارتی سرمایہ کار کی ملکیت ہے اور وہاں بھارتی رقاصائیں ہی اپنے فن کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ وہاں اُن کا ایک گورے سے جھگڑا ہوگیا۔ غلطی اُن 'بیچاروں' کی صرف اتنی تھی کہ تھکاوٹ دور کرنے کے لیے وہ مے خوری میں اعتدال نہ برت سکے جن سے اُن کا اپنا توازن بگڑ گیا۔ اِسی حال میں اُنہوں نے بھارتی رقاصاؤں پر پندرہ ہزار ڈالر نچھاور کیے۔ ایک امریکی اِس معاملے میں اُن کا کہاں مقابلہ کرسکتا تھا۔ حاسد امریکی خواہ مخواہ اُن کے گلے پڑ گیا۔ اتنی سی بات تھی جس کا ہمارے ہاں کے دیسی طرز کے اُردو اخبار نے بتنگڑ بنا دیا، حالانکہ یہ خادمانِ قوم "ڈانس ڈپلومیسی" کو ذہن میں رکھ کر خاص طور پر بھارتی اونر کے نائٹ کلب میں گئے تھے، تاکہ بھارت سے رہا سہا خطرہ بھی ختم ہوجائے اور ہماری مشرقی سرحد اتنی محفوظ ہوجائے کہ اِدھر فوج کی سرے سے ضرورت ہی نہ رہے اور ہم شمال مغرب میں اپنی جولانیاں دکھا سکیں۔ محترمہ طیبہ ضیاء جو امریکہ میں مقیم ہیں اور روزنامہ نوائے وقت میں 'مکتوب واشنگٹن' کے عنوان سے لکھتی ہیں، اُنہوں نے تین مشرقی یورپ کی لڑکیوں کا حسین حقانی کی مداخلت پر بغیر سکیورٹی چیکنگ کے آصف زرداری کے Suite کی طرف جانے کا واقعہ بھی انتہائی غصیلے اور جذباتی انداز میں لکھا ہے۔ وہ بھی محترمہ کی غلط فہمی محسوس ہوتی ہے، وگرنہ کون نہیں جانتا کہ امریکہ اور یورپ کو سفارتی طور پر فتح کرنے کے بعد ہمیں مشرقی یورپ سے اپنے تعلقات کو ہر سطح پر استوار کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

قارئین کرام! جب سینہ داغ داغ ہو، دماغ ماؤف ہوچکا ہو، آنکھیں وہ کچھ دیکھ رہی ہوں جو دل و دماغ کو پسند نہ ہو تو دل بھر ہی آتا ہے اور قلم پر بھی اختیار ختم ہوجاتا ہے لیکن کیا کریں قلم توڑا نہیں جاسکتا کہ یہ خودکشی ہے جو دینِ حق میں حرام ہے۔ حکومت کی کارکردگی، اُس کا طرزِ عمل، غیر سنجیدگی، اُس کا عیش و عشرت اور اللے تللوں میں مشغول ہونا ظاہر کرتا ہے کہ یا تو اُسے صورتِ حال کی سنگینی کا کوئی اندازہ ہی نہیں یا وہ ذہنی طور پر (باقی صفحہ 11 پر)

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 18 — شمارہ 21
یکم تا 7 جمادی الثانی 1430ھ
26 مئی تا یکم جون 2009ء

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت
سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67۔اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور۔54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36۔کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔54700
فون: 03-5869501
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 10 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......300 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا------------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی رائے
سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

آزادیٔ افکار

[بالِ جبریل]

جو دُوئی فطرت سے نہیں لائقِ پرواز
اس مرغکِ بیچارہ کا انجام ہے افتاد
ہر سینہ نشیمن نہیں جبریلِ امیں کا
ہر فکر نہیں طائرِ فردوس کا صیّاد!
اس قوم میں ہے شوخیٔ اندیشہ خطرناک
جس قوم کے افراد ہوں ہر بند سے آزاد!
گو فکرِ خداداد سے روشن ہے زمانہ
آزادیٔ افکار ہے ابلیس کی ایجاد!

علامہ اقبال افکار و خیالات کی آزادیٔ اظہار کے خلاف نہیں تھے، البتہ یہ ضرور ہے کہ ایسی مادر پدر آزادی کو ناپسند کرتے تھے جو اخلاقی اور تہذیبی اقدار سے تجاوز کرتی نظر آتی ہو۔ بلندیٔ افکار تو ہر شخص کے لیے قابلِ فخر ہوتی ہے، لیکن جو افکار عملاً مادر پدر آزادی سے عبارت ہوں، وہ کسی بھی معاشرے اور اُس کے افراد بالخصوص نوجوان نسل کے لیے زہرِ قاتل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ بے شک عالمی اور قومی سطح پر، ہر عہد، بالخصوص موجودہ دور میں آزادیٔ اظہار کو انسان کے بنیادی حقوق میں شامل کیا جاتا ہے، لیکن ایسے افکار جو عملاً آزادی کے حقیقی مفہوم سے متصادم ہوں، اُن کو کسی طور بھی مثبت معنی میں نہیں دیکھا جا سکتا۔ اِس مختصر سی نظم میں اقبال افکار کی آزادی کے مخالف نہیں، بلکہ وہ ہر طرح کی مادر پدر آزادی کے خلاف ہیں۔

1۔ جو پست فطرت پرندہ فضا میں بلندی پر اُڑنے کی صلاحیت سے محروم ہو، اگر وہ اُڑنے کی جسارت کرے گا تو اس کا انجام اس کے سوا کچھ نہ ہوگا کہ وہ نیچے گر پڑے گا۔ مُراد یہ ہے کہ افکار کی بلندی اور آزادی ہر فرد کی فطرت سے مطابقت نہیں رکھتی۔

2۔ ہر فرد کا سینہ جبریل امینؑ کے پیغامات کا متحمل نہیں ہو سکتا، بالکل اس طرح جیسے ہر فکر بہشت کی معنویت کو اپنی گرفت میں نہیں لے سکتی۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت جبریلؑ کو تو محض اِس امر کا ذمہ دار قرار دیا گیا تھا کہ وہ حق تعالیٰ کے پیغامات انبیاء کرام تک پہنچا دیں۔ ہر شخص کو تو حق تعالیٰ کی پیغام رسانی کا اہل قرار نہیں دیا جا سکتا۔

3۔ یہ شعر سابقہ دو شعروں کے تسلسل میں ہے۔ یہاں اقبال واضح طور پر اپنا نقطۂ نظر واضح کرتے ہیں کہ جو قوم اور معاشرہ خود کو ہر نوع کی اخلاقی و تہذیبی اقدار کو مسترد کر کے خود کو مادر پدر آزاد قسم کی قوم اور معاشرہ تصور کر لے، اُس کے لیے افکار و خیالات کی آزادیٔ اظہار ہمیشہ خطرناک اور نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ یعنی آزادیٔ اظہار کے لیے بھی بعض اخلاقی و معاشرتی اقدار کی پابندی ناگزیر ہے۔

4۔ اقبال اِس شعر میں مذکورہ بالا پس منظر کے حوالے سے نتیجہ اخذ کر کے فرماتے ہیں کہ اس میں بے شک کسی شبہے کی گنجائش نہیں کہ ربِ ذوالجلال نے انسان کو غور و فکر اور اپنے نقطۂ نظر کے اظہار کے لیے جو صلاحیت عطا کی ہے، وہ معاشرے کے لیے روشن ہدایات کا کام دیتی ہے اور ہدایت و رہنمائی کا سبب بنتی ہے، لیکن جہاں تک ”مادر پدر آزادی“ کا تعلق ہے، تو یہ شیطان کی اُن ایجادات اور لعنتوں میں سے ایک ہے جو اُس نے دنیا میں وارد ہو کر انسان کو گمراہی اور ضلالت میں ڈالنے کے لیے وضع کی ہیں اور جس کا نتیجہ تباہی و بربادی کے سوا اور کچھ نہیں۔

مالاکنڈ میں فوجی آپریشن اور

ملک کی سلامتی کو لاحق خطرات: پس چہ باید کرد؟

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کی خصوصی تحریر

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''کیا اہل ایمان کے لئے ابھی وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر اور جو کچھ اللہ نے حق کلام نازل فرمایا ہے اس کے سامنے جھک جائیں''۔ (الحدید:16) کیا اب بھی ہماری آنکھیں نہیں کھل رہیں؟ آخر کون سی چیز ہمیں جگائے گی؟ اگر ان شدید حالات میں بھی ہماری آنکھیں نہیں کھلیں تو اور کب کھلیں گی؟

بلاشبہ پاکستان اس وقت مشکل ترین حالات سے دوچار ہے۔ مالاکنڈ میں فوجی آپریشن سے ملک کی بقاء و سلامتی کو شدید خطرات لاحق ہو چکے ہیں۔ بجائے اس کے کہ غیر ملکی ایجنسیوں کے آلۂ کار کے طور پر کام کرنے والے عناصر کو گرفتار کر کے عبرتناک سزائیں دی جاتیں، ان علاقوں کی انسانی آبادیوں پر شیلنگ اور بمباری نے ایک شدید بحرانی کیفیت پیدا کر دی ہے۔ اس آپریشن کے نتیجے میں جہاں ایک طرف بے گناہ لوگ مارے جا رہے ہیں اور ان کے گھر اور املاک تباہ ہو رہی ہیں، وہاں کم و بیش 20 لاکھ افراد نقل مکانی بھی کر چکے ہیں، جو بنیادی ضروریات زندگی سے محروم اور شدید کسمپرسی کے عالم میں صوابی، مردان اور دوسرے علاقوں میں قیام پذیر ہیں۔

حقیقت تو یہ ہے کہ امریکی دباؤ پر شروع کئے گئے آپریشن سے پاکستان ایک بند گلی میں داخل ہو گیا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ امریکہ نے ہمیں ہر طرف سے گھیر لیا ہے اور ہمارے خلاف جو فائل تیار کی ہے وہ بہت محکم ہے۔ اس نے ایک بدمست ہاتھی کی طرح پہلے افغانستان اور پھر عراق کو تاراج کیا، اور اب پاکستان کی سرزمین پر فوجیں اتارنے اور ہمیں اپنے قیمتی ایٹمی اثاثوں سے محروم کرنے کی راہ ہموار کر رہا ہے۔ اس بات سے کوئی ذی شعور پاکستانی انکار نہیں کر سکتا کہ امریکہ ہر قیمت پر پاکستان کے ایٹمی اثاثوں پر اپنا کنٹرول چاہتا ہے۔ اس کا ٹارگٹ ہی یہ ہے اور وہ بتدریج قدم آگے بڑھا رہا ہے۔ جنرل حمید گل نے بہت اچھی بات کہی ہے کہ نائن الیون بہانہ، افغانستان ٹھکانہ اور پاکستان نشانہ ہے۔ پاکستان کی ایٹمی صلاحیت امریکہ اور اسرائیل کو کسی طور گوارا نہیں۔ خود وزیراعظم یوسف رضا گیلانی بھی اعتراف کر چکے ہیں کہ دشمن ہماری ایٹمی طاقت پر نظریں گاڑھے ہوئے ہیں۔ ہمارے ایٹمی پروگرام کے ''انتہا پسندوں'' کے ہاتھوں میں جانے کا پروپیگنڈا بھی اسی لیے کیا جا رہا ہے۔ امریکی میڈیا عرصۂ دراز سے ہمارے ایٹمی پروگرام کے خلاف مہم چلا رہا ہے۔ امریکی تھنک ٹینک ہمارے ایٹمی ہتھیاروں کو امریکی تحویل میں لے کر نیو میکسیکو منتقل کرنے کی تجویز دے چکے ہیں۔ اب ایسا لگتا ہے کہ ہمارے ایٹمی پروگرام ہتھیا لینے کا گھناؤنا منصوبہ آخری مراحل میں داخل ہو چکا ہے۔

امریکی انٹیلی جنس ذرائع نے حال ہی میں جو انکشاف کیا ہے وہ چشم کشا ہے۔ ذرائع کے مطابق امریکی

> **گزشتہ دنوں صدر کے ساتھ امریکی دورے پر جانے والی وزراء کی فوج ظفر موج کی امریکہ میں رنگ رلیوں کی جو خبریں میڈیا میں آئیں، وہ ہمارے اخلاقی زوال اور تباہی کا بدترین مظہر ہیں**

فوج کے انسداد دہشت گردی کے خصوصی سکواڈ ''سپر سیکرٹ کمانڈوز'' نے پاکستان کے ایٹمی ہتھیاروں کو طالبان اور عسکریت پسندوں سے بچانے (جو محض بہانہ ہے) کے لئے افغان سرحد پر خصوصی مشن کا آغاز کر دیا ہے۔ اس مشن کو قلعہ پراگ میں واقع امریکی جوائنٹ سپیشل آپریشن کمانڈ کے ہیڈ کوارٹر سے شروع کیا جائے گا۔ اس مقصد کے لئے مخصوص فوجی دستے کو نویدہ کے علاقے میں خصوصی تربیت بھی دی گئی ہے۔ اب سپر سیکرٹ کمانڈوز باراک اوبامہ کے احکامات کے منتظر ہیں۔ ذرائع کے مطابق امریکی فوج کا یہ خصوصی مشن افغانستان میں امریکی افواج کے لئے دوسرا بڑا مشن ہو گا۔ اس مشن کے تحت یہ خصوصی دستہ ایٹمی ہتھیاروں کو اپنے قبضے میں لے سکے گا، انہیں ناکارہ بنا سکے گا یا پھر انہیں ''محفوظ'' مقام تک پہنچا سکے گا۔

یہاں ذرا سمجھ لیجئے کہ امریکہ بدمست ہاتھی کا مہاوت کون ہے؟ امریکہ کے سر پر اصل میں یہود کا جنون سوار ہے۔ یہودی مسلمانوں سے انتقام لینا چاہتے ہیں۔ انہیں عراق سے بھی خطرہ تھا، اور افغانستان میں نفاذ شریعت سے بھی خطرہ تھا کہ کہیں اسلام کی یہ کونپل تناور درخت نہ بن جائے، اور ان کے نیو ورلڈ آرڈر کے لئے موت کا پیغام ثابت ہو۔ انہیں پاکستان کے ایٹمی پروگرام سے بھی خطرہ ہے۔ یہی وجہ ہے وہ ہماری ایٹمی تنصیبات کو ایک لمحے کے لئے بھی گوارا کرنے کو تیار نہیں ہے۔ لہٰذا امریکہ کی ریاستی دہشت گردی کے پس پردہ اصل ذہن یہودی ہے۔ سینٹ جان کی پیشین گوئیوں میں سے ایک یہ ہے کہ آخری زمانے میں ایک بہت بڑا خون خوار جانور ہو گا جس کی گردن پر ایک فاحشہ عورت سوار ہو گی۔ آج یہ بات بالکل واضح ہو کر سامنے آ گئی ہے کہ یہ خوں خوار درندہ امریکہ ہے اور اس کی گردن پر سوار فاحشہ عورت یہودی ریاست ہے۔

سوات اور بونیر میں فوجی کارروائی اور اپنے اسلام پسند عوام کا قتل عام ہم یہ حقیقت جاننے کے باوجود کر رہے ہیں کہ یہ چیز پاکستان کے حق میں انتہائی نقصان دہ ہے۔ تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان چیخ رہے ہیں۔ آپریشن کے خلاف جماعت اسلامی کے رہنماؤں کے بیانات بھی روز آ رہے ہیں۔ جمعیت علماء اسلام بھی آپریشن کو ملک کی سلامتی کے خلاف قرار دے کر اسے فی الفور روک دینے کا مطالبہ کر رہی ہے۔ تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم سے بھی اس کے خلاف احتجاجی مظاہرے ہو رہے ہیں۔ حزب التحریر بھی اس کے خلاف بھرپور آواز اٹھا رہی ہے۔ حکومت نے نظام عدل معاہدہ کو پارلیمنٹ سے منظور کرایا، یہ ایک اچھا اقدام تھا، لیکن قوم یہ سوال کرتی ہے کہ فوجی آپریشن کے لئے پارلیمنٹ سے منظوری کیوں نہیں لی گئی۔ اس کے عواقب و نتائج کی پروا کئے بغیر اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے کا یہ قدم کیوں اٹھایا گیا؟ کیا اتنے حساس

ایشو پر بھی پارلیمنٹ کو اعتماد میں لینے کی کوئی ضرورت نہیں تھی؟ اگر ہم نے اتنے اہم ایشوز بھی پارلیمنٹ میں نہیں لانے تو پھر کس کام کے لئے یہ لوگ بٹھائے ہوئے ہیں؟ دراصل یہ آپریشن خالصتاً امریکی خوشنودی کے لئے کیا گیا، اور بقول جنرل مرزا اسلم بیگ یہ زرداری کے دورۂ امریکہ کے موقع پر امریکہ کو تحفہ دینے کے لئے کیا گیا۔ صدر زرداری انتہائی دباؤ کے تحت یہ کام کرا رہے ہیں۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص گن پوائنٹ پر کسی سے کہے کہ اگر جان بچانا چاہتے ہو تو بلیڈ سے اپنی کلائی کی نس خود کاٹو اور وہ بے وقوف جان بچانے کے لئے ایسا کر گزرے اور موت کے منہ میں چلا جائے۔ اگر ہم اللہ کے آگے نہیں جھک رہے تو امریکہ کے آگے تو جھکنا پڑے گا۔

اپنے ایٹمی اثاثوں کو بچانے اور چند مادی مفادات کے تحفظ کے بہانے ہم نے 11 ستمبر 2001ء کے بعد پہلے افغان پالیسی اور طالبان حکومت کو امریکہ کے چرنوں پر قربان کیا۔ ہماری اس غلطی کو تاریخ میں "ایک جرم عظیم" کے طور پر یاد رکھا جائے گا۔ پھر جہاد کشمیر کے موقف سے دستبرداری قبول کی۔ پہلے ہمارا نعرہ ہوتا تھا کہ یہ جہاد ہے پھر امریکہ کے کہنے پر اسے "دہشت گردی" قرار دیا اور اس کو روکنے کے لئے پوری کوشش کی۔ اس کے بعد اپنے ایٹمی سائنس دانوں کو قربانی کا بکرا بنا کر پوری دنیا کے سامنے ذلت و رسوائی مول لی۔ اب ہمیں ایٹمی ہتھیاروں سے غیر مسلح کیا جا رہا ہے۔ یاد رکھیے، ہمارے خلاف جو سازش کی جا رہی ہے، وہ اگر کامیاب ہو گئی تو ہم ایٹمی صلاحیت سے محروم ہو جائیں گے، اور ایک غیر ایٹمی پاکستان ہندوستان کے تنگ نظر اور متعصب ہندو کے رحم و کرم پر ہوگا، وہ ہندو جو مسلمانوں کے خلاف اپنے سینے میں شدید انتقامی جذبات جمائے ہوئے ہے۔ "بغل میں چھری' منہ میں رام رام" والا ہندو امریکی پالیسی کے ساتھ ہے۔ ستم ظریفی ملاحظہ ہو، ایک طرف مکار ہندو ہماری پیٹھ میں چھرا گھونپنے میں مصروف ہے۔ وہ بلوچستان اور سرحد میں اپنے ایجنٹوں کے ذریعے عدم استحکام پیدا کرنا چاہتا ہے۔ دوسری طرف ہمارا حال یہ ہے کہ ملک کے مقتدر اعلیٰ آصف زرداری کہہ رہے ہیں کہ میں نے انڈیا کو کبھی دشمن نہیں سمجھا۔ دراصل امریکہ ہی ہمیں یہ سبق پڑھا رہا ہے کہ انڈیا کے بجائے طالبان کو

مالاکنڈ ڈویژن میں فوجی آپریشن فی الفور روک دیا جائے اور نظام عدل کو اُس کی روح کے ساتھ نافذ کیا جائے۔ صوفی محمد کے ساتھ چوہے بلی کا کھیل کھیلنے کی بجائے اُن سے مثبت مذاکرات کیے جائیں اور امن معاہدے کو آگے بڑھانے میں ان کا تعاون حاصل کیا جائے

اصل خطرہ سمجھو، اور اس کا تدارک کرو۔ یہی وجہ ہے کہ جب سے سوات آپریشن شروع ہوا ہے امریکہ یہ کہہ کر ہماری فوج کو شاباش دے رہا ہے کہ پاکستانی فوج نے یہ حقیقت جان لی ہے کہ اُس کا دشمن انڈیا نہیں طالبان ہیں۔

مسلمانوں کے ازلی دشمن یہود اور ہنود آج امریکہ کے تعاون سے پاکستان کا وجود مٹانے کے درپے ہیں۔ ہمارے اسلامی تشخص کے خاتمے اور ایٹمی اثاثے اپنے قبضے میں لینے کی تدبیروں کے ساتھ ساتھ دفاعی حصار بھی توڑنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ امریکی فوج کی پاک بھارت سرحد پر تعیناتی کی خبریں بھی اسی لئے آ رہی ہے۔ روزنامہ جناح میں شائع ہونے والی ایک خبر کے مطابق امریکہ نے دہشت گردی کے خلاف عملی تعاون کی آڑ میں پاک بھارت سرحد اور کنٹرول لائن پر اپنی فوج تعینات کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ امریکہ نے ابتدائی طور پر طالبان کے خلاف آپریشن کو وسیع کرنے کے لئے برصغیر میں نئی فوج کشی کی تیاریاں مکمل کر لی ہیں۔ جان کیری نے بھی اس منصوبے کی تصدیق کی ہے۔

ہمارے اجتماعی جرائم کی سزا شائد ہمارا مقدر بن چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں انگریز اور ہندوؤں کی دوہری غلامی سے نجات دلائی تھی، تاکہ ہم ایک سچی اسلامی فلاحی ریاست قائم کر سکیں اور دین و شریعت کو قائم و نافذ کریں' ہم نے نفاذ اسلام کی بجائے اسلام کو بازیچۂ اطفال بنا دیا۔ ہر شعبۂ زندگی میں اسلام کو نکالنے کی کوششیں کیں۔ آئین و قانون ہی نہیں اب تعلیم کو بھی کلی طور پر سیکولر بنیادوں پر استوار کرنے کی گھناؤنی تدبیر کی جا رہی ہے۔ ہمارا رشتہ اسلام اور اسلامی تاریخ سے کاٹا جا رہا ہے۔ پرویز مشرف کے دور میں ایس ڈی پی آئی کی بدنام زمانہ رپورٹ میں قومی نصاب تعلیم کو ہدف بنا کر یہ ثابت کیا گیا تھا کہ: "دو قومی نظریے کی تدریس یہاں پر انتہا پسندی کو پروان چڑھا رہی ہے۔ محمد بن قاسم اور پاک بھارت جنگوں میں نشانِ حیدر لینے والے کرداروں کے حالات پڑھ کر بچوں میں بھارت سے دشمنی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ نصابی کتابیں پڑھ کر طالب علموں میں برطانیہ کے نوآبادیاتی دور کے حوالے سے انگریزوں کے خلاف جذبات پیدا ہوتے ہیں۔" یہ سب باتیں جنرل پرویز مشرف کے دورِ حکومت میں امریکی منشا کے مطابق مشتہر کی گئی تھیں۔ اب جو نئی تعلیمی پالیسی آ رہی ہے، اُس میں اسلامی تعلیم کے باب کو ختم کر دیا گیا ہے۔ دراصل نصاب سے ایسی تمام چیزوں کو خارج کیا جا رہا ہے جن سے اسلام کی طرف قدم بڑھایا جا سکے۔ ہمارا اکثر تعلیم یافتہ طبقہ انگریزی سکولوں میں پڑھا ہوا ہے۔ وہاں کے تو رنگ ڈھنگ ہی جدا ہیں اور پاکستان کے اندر رہتے ہوئے "غیر پاکستانی" قوم تیار ہوتی ہے۔ اب سرکاری سکولوں میں رہی سہی اسلامیت کو کھرچنے کی منصوبہ بندی ہو رہی ہے۔ دراصل ہم نے اپنے دین اور اپنی منزل آخرت کو بھلا کر دنیاداری اور نفس پرستی اختیار کر لی۔ یوں ہم علامہ اقبال کے اس شعر کی عملی تصویر بن گئے کہ۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود!

بے حیائی کا سیلاب پوری قوم کو اپنی لپیٹ میں لے رہا ہے۔ بے پردگی اور عریانی نے تمام حدیں پھلانگ لی ہیں۔ اور تو اور جن لوگوں کے ہاتھ میں ملک کی زمام اقتدار ہے، وہ بھی کردار کے بدترین بحران کا شکار ہیں۔ گزشتہ دنوں صدر کے ساتھ امریکی دورے پر جانے والی وزراء کی فوج ظفر موج کی امریکہ میں رنگ رلیوں کی جو خبریں میڈیا میں آئیں، وہ ہمارے اخلاقی زوال اور تباہی کا بدترین مظہر ہیں۔ ان سے واضح ہے کہ سیرت و کردار اور اخلاقی پستی میں ہم یہود کو بھی پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ ہمیں حضورﷺ کی سنت سے کوئی سروکار نہیں رہا۔ یوں تو پوری قوم اس جرم میں شریک ہے' تاہم ملک کے اعلیٰ مناصب پر فائز لوگوں سے اس قسم کے شرمناک رویے کا مظاہرہ انتہائی تشویشناک ہے۔

ہمارا اصل جرم اللہ کے ساتھ وعدہ خلافی اور دین کے ساتھ بے وفائی ہے، جس کی ہمیں سزا مل رہی ہے۔ ہم نے اجتماعی سطح پر دین کو آج تک قائم نہیں کیا' جس کے نتیجے میں ہم داخلی انتشار، سیاسی ابتری اور معاشی بدحالی کا شکار ہیں اور ہماری آزادی و خودمختاری' ہمارا اسلامی تشخص اور ہمارا ایٹمی پروگرام بھی شدید خطرات سے دوچار ہے۔ اللہ کا یہ ضابطہ ہے کہ اجتماعی جرائم کی ضرور سزا دیتا ہے۔ بقول اقبال ۔

فطرت افراد سے اغماض بھی کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

قومی زندگی کے اس نازک ترین موڑ پر امریکی جارحیت کا مقابلہ کرنے اور اپنے داخلی و خارجی مسائل پر قابو پانے کے لئے رب کائنات کی مدد کا حصول ہی ہمارے بچاؤ کا واحد راستہ ہے۔ سورۃ الذاریات میں فرمایا "پس لپکو اور دوڑو اللہ کی طرف"۔ تمہیں آخر کار اللہ کی طرف لوٹنا ہے تو اب بھی عافیت اسی میں ہے کہ اس کی طرف ہی رجوع کرو۔ اگر رب کائنات تمہارا ساتھ دے تو کوئی طاقت تمہارا

کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ اصل قادرِ مطلق تو وہ ہے۔ اُس کا وعدہ ہے: ﴿وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین﴾ ”اگر مؤمن ہوئے (یعنی تم نے ایمان کے تقاضوں کو پورا کیا) تو تم ہی سربلند (اور غالب) ہو گے۔“ یہ وعدہ قیامت تک کے لئے ہے۔ لیکن یاد رکھئے، جب تک پوری قوم اپنا قبلہ درست نہیں کر لیتی ہمارے حالات میں تبدیلی واقع نہیں ہو گی، ہمیں اللہ کی مدد و نصرت حاصل نہیں ہو گی۔ اللہ کی نصرت کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ حکمران اور عوام سب توبہ کریں۔ تو آیئے، اپنے رب کو راضی کرنے اور اس کے سایۂ رحمت میں آنے کی خاطر سابقہ گناہوں پر اپنے رب سے استغفار کرتے ہوئے عہد کریں کہ اب امریکہ کو راضی کرنے کی بجائے اپنے رب کو راضی کرنا ہمارا مقصدِ حیات ہو گا۔ لہٰذا آئندہ ہم:

i- زندگی کے ہر گوشے میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات پر عمل کریں گے اور ہر اس چیز کو چھوڑ دیں گے جس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہمیں منع فرمایا ہے۔

ii- ہمارے دین میں جو حقوق اللہ اور حقوق العباد متعین کر دیئے گئے ہیں اُن سب کو ادا کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔ حقوق کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ اللہ کے ہاں ان کے بارے میں باز پرس ہو گی۔

iii- تمام حرام باتوں سے بچیں گے، خصوصاً سود اور جوئے کی ہر شکل سے مکمل اجتناب کریں گے اور حلال روزی پر اکتفا کریں گے۔ اگر معاش کے اندر حرام شامل ہو تو اللہ تعالیٰ دعائیں قبول نہیں کرتا۔

iv- مغربی طرزِ معاشرت کو چھوڑ کر رسولِ آخر الزماںؐ کے اسوۂ اور سنت کو اپنی زندگی میں رائج کریں گے۔ اس پر مستزاد یہ کہ نہ صرف ذاتی زندگی میں اسلام پر عمل کریں گے بلکہ مملکت خداداد پاکستان میں نظامِ خلافت یعنی حضرت محمد ﷺ کے عطا کردہ عادلانہ اجتماعی نظام کے قیام اور شریعت کے مکمل نفاذ کے لئے بھی مل جل کر جدوجہد کریں گے اور اس راہ میں اپنا تن من دھن نچھاور کریں گے۔

اللہ کی جانب رجوع تو پوری قوم کی جانب سے ہونا چاہیے، لیکن اِس کے ساتھ حکومت سے ہمارا مطالبہ ہے کہ مالاکنڈ ڈویژن میں بے رحمانہ فوجی آپریشن کو فی الفور روک دیا جائے۔ وہاں تحریک نفاذ شریعت محمدیؐ سے کئے گئے معاہدے کے مطابق نظام عدل کو اُس کی روح کے ساتھ نافذ کیا جائے۔ صوفی محمد کے ساتھ چوہے بلی کا کھیل کھیلنے کی بجائے اُن سے مثبت مذاکرات کئے جائیں اور امن معاہدے کو آگے بڑھانے میں ان کا تعاون حاصل کیا جائے۔ اس کے بعد بیرونی ایجنسیوں کے جو لوگ طالبان کا روپ دھار کر اور بیرونی عناصر کے آلۂ کار کے طور پر پاکستان کو عدمِ استحکام سے دوچار کرنا چاہتے ہیں، انہیں گرفتار کر کے نظامِ عدل کے تحت سخت اور عبرتناک سزائیں دی جائیں۔ پھر یہ کہ یہ ملک ہم نے اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا۔ یہاں دستوری آئینی طور پر حاکمیت اعلیٰ اللہ کی ہے۔ خدارا اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ کے مطابق آئین میں قرآن و سنت کی غیر مشروط بالادستی کو یقینی اور فیصلہ کن بنایا جائے۔ یہ ملک میں نرم اسلامی انقلاب کی بنیاد ہو گی۔ خارجی سطح پر نام نہاد دہشت گردی کے خلاف امریکی و صیہونی جنگ سے علیحدگی اختیار کی جائے، اور ڈرون حملوں کو کسی صورت برداشت نہ کیا جائے، کہ یہ ملک کی سلامتی اور اقتدارِ اعلیٰ کا مسئلہ ہے۔

اگر ہم انفرادی اور اجتماعی سطح پر اللہ کے دین سے وفاداری کریں گے تو یقیناً ہمیں اللہ کی نصرت حاصل ہو گی۔ اللہ کا ہم سے یہ وعدہ ہے: ﴿ان تنصروا اللہ ینصرکم﴾ ”اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا“۔ اللہ کی مدد کرنا یہ ہے کہ رب کی زمین پر رب کا نظام اللہ کا دیا ہوا وہ دینِ حق جو محمد مصطفیٰ ﷺ کے واسطے سے ہمیں ملا ہے، اس کو قائم و غالب کیا جائے۔ کیا وقت نہیں آ گیا کہ ہمارے دل اللہ کی یاد کی طرف مائل ہو جائیں، ہم اُس کی شریعت کی پاسداری اور نفاذ کی طرف پیش رفت کریں۔ واصف علی واصف کا یہ حکیمانہ قول تو ہمارے دانشور حضرات کو ضرور یاد ہو گا کہ جب اپنا گھر سکون کا باعث نہ رہے تو وہ توبہ کا وقت ہوتا ہے۔ اگر ہم انفرادی و اجتماعی توبہ کر لیں تو کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس توبہ کو قبول کرتے ہوئے قومِ یونسؑ کی طرح ہم پر سے اس عذاب کو ٹال دے، جو آج ہمارے سر پر مسلط ہے۔

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیرِ اہتمام

دینی و عصری علوم کی منفرد دانش گاہ

كُلِّيَّةُ القرآن (قرآن کالج)

(وفاق المدارس سے الحاق شدہ)

191 اتاترک بلاک، نیوگارڈن ٹاؤن لاہور۔ فون: 5833637 (042)

مڈل کے امتحانات سے فارغ طلبہ کے لئے خصوصی کلاسز کا آغاز 11 مئی سے ہو چکا ہے مزید داخلوں کی گنجائش ہے

بورڈ/یونیورسٹی کی تعلیم کے ساتھ درسِ نظامی کا مکمل نصاب

قیام و طعام کی سہولت موجود ہے

علمِ دین اور فکرِ حاضر کے حسین امتزاج کی ایک منفرد کوشش

خصوصیات

- تجربہ کار، اعلیٰ تعلیم یافتہ اساتذہ
- قرآنی موضوعات پر خصوصی فکری و عملی رہنمائی
- تعلیم و تربیت کا بہترین انتظام
- طلبہ کی تخلیقی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے بہترین مواقع
- علومِ اسلامیہ کے ساتھ جدید علوم بشمول درسِ نظامی مع میٹرک، ایف اے، بی اے، ایم اے
- اسباق وفاق المدارس اور میٹرک/انٹر بورڈ کے نصاب کے مطابق
- خوبصورت عمارت، ہوادار کلاس رومز
- کمپیوٹر لیب ☆ بہترین اور مکمل لائبریری
- کانفرنس روم و کشادہ ہال
- اسلامی اخلاقیات کی مکمل پابندی
- رہائش کے لئے بہترین ہوادار اور روشن کمرے
- خوراک حفظانِ صحت کے اصولوں کے مطابق
- طلبہ کی تفریح کے لئے ضروریات پوری کرنے کی سہولت
- وقت کا موثر استعمال
- مواقع تفریح کی فراہمی

شرائطِ داخلہ

- دینی مدارس کے طلبہ درجہ اولیٰ کے لیے درجہ متوسطہ اور درجہ ثانیہ کے لیے درجہ اولیٰ پاس ہونا لازمی ہے
- دیگر تعلیمی اداروں سے کم از کم مڈل
- اپنے علاقے کے عالمِ دین سے یا سابقہ مدرسے سے تصدیق نامہ
- سرپرست کی طرف سے ضمانت نامہ
- ٹیسٹ اور انٹرویو میں کامیابی

مقامی و دیگر شہروں کے طلبہ کے لیے درجہ اولیٰ اور ثانیہ (میٹرک) میں نئے تعلیمی سال کے داخلے جاری ہیں

برائے رابطہ

معلوماتِ داخلہ

- داخلے اسال شعبان سے لے کر 10 شوال تک جاری رہیں گے
- 11 شوال کو ٹیسٹ/انٹرویو ہوگا ان شاء اللہ
- 12 شوال سے اسباق کا آغاز ہوگا ان شاء اللہ
- تفصیلی معلومات کے لیے ناظم اعلیٰ کلیۃ القرآن/ناظم شعبہ الطلاب قرآن اکیڈمی لاہور سے رابطہ کریں!

دیگر شہروں میں رابطہ مراکز:

- کراچی: قرآن اکیڈمی، DM-55، خیابانِ راحت، فیز 6، ڈیفنس کراچی فون: 3-5340022(021)
- پشاور: A-18، مرسٹنگ، شمیم بازار روڈ نمبر 2۔ فون: 2214495 (091)
- ملتان: قرآن اکیڈمی، 125، گلبرگ کالونی فون/فیکس: 6520451(061)
- فیصل آباد: انجمن خدام القرآن، قرآن اکیڈمی، سینٹ کالونی نمبر 2۔ فون: 8520869(041)
- اسلام آباد: 31/1 فیض آباد، 1-8/4 فون: 4434436(051)

ناظم اعلیٰ كُلِّيَّةُ القرآن (قرآن کالج)
191-اتاترک بلاک، نیوگارڈن ٹاؤن، لاہور
فون: 5833637 - 5860024 (042)

ذیلی دفتر: ناظم شعبہ الطلاب قرآن اکیڈمی
K-36 ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ فون: 3-5869501(042)
فیکس: 5834000(042) ای میل: lrts@tanzeem.org

ہنگاموں اور فسادات کا اصل سبب

فکر آخرت سے بے نیازی

محمد سمیع

کراچی کے حالیہ فسادات میں درجنوں قیمتی جانیں ضائع ہوئیں اور املاک کی تباہی اس پر مستزاد ہے۔ کراچی کو منی پاکستان کہا جاتا ہے، جہاں ہمارے سیاسی قائدین عوامی اجتماعات میں ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر یکجہتی کے مظاہرے کرتے رہتے ہیں۔ یکجہتی کے ان مظاہروں کے بعد اس قسم کے فسادات کا ہونا جن میں مسلمان مسلمانوں کی گردنیں مار رہے ہوں اور ان کی املاک کو نقصان پہنچا رہے ہوں، اس قسم کی باتوں کو کیا نام دیا جائے، سیاست، منافقت یا عصبیت۔ بہرحال جو کچھ بھی ہو، ہمارے لئے یہ فسادات درس عبرت ہیں۔ یہ سب نتیجہ ہے فکر آخرت سے ہماری بے نیازی کا۔ آیئے، قرآن وسنت کی روشنی میں اپنے ذہنوں میں ان مراحل کا تصور لانے کی کوشش کریں جن سے ہم سب کو اپنے انجام تک پہنچنے کے لئے گزرنا ہے، بالخصوص انہیں جن کی زندگیاں گناہ کبیرہ سے پُر ہیں، جن میں آپس میں جدال وقتال بھی ہے۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے کسی کے دل میں آخرت کی جواب دہی کا احساس پیدا فرمادے اور ہمیں توبہ کی توفیق میسر آجائے اور ہم میں سے وہ لوگ جو ان فسادات کا باعث بنتے ہیں، یہ تہیہ کرلیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کے اس فرمان کے مصداق بن جائیں گے جس میں فرمایا گیا کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

دنیا میں نظر آنے والی حقیقتوں میں سب سے بڑی حقیقت موت ہے جس کا مشاہدہ ہم آئے روز کرتے رہتے ہیں۔ ایک مسلمان ہی کیا کٹر سے کٹر کافر بھی اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہے۔ موت کے بعد کے مراحل کے ادراک کا تعلق ہر مسلمان کے اپنے ایمان کی گہرائی اور گیرائی سے ہے۔ قرآن اللہ تعالیٰ کا انسانوں کے لئے آخری اور مکمل ہدایت نامہ ہے، جو ہمیں بتاتا ہے:

"اور (جس وقت) صور پھونکا جائے گا اور یہ اپنے رب کے حضور پیش ہونے کے لئے اپنی قبروں سے نکل پڑیں گے۔ کہیں گے، ارے، یہ کس نے ہمیں اپنی خوابگاہوں سے اٹھا کھڑا کیا۔ یہ وہی چیز ہے جس کا خدائے رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں کی بات سچی تھی"۔ (سورۃ یٰسین:51-52)

جب ہر انسان میدان حشر کی طرف بھاگ رہا ہوگا تو وہ اس وقت خود کو دو فرشتوں کے گھیرے میں پائے گا۔ فرمایا گیا:

"ہر شخص اس حال میں آئے گا کہ اس کے ساتھ ایک (فرشتہ) ہانک کر لانے والا ہوگا اور ایک (اس کے عملوں کی) گواہی دینے والا"۔ (سورۃ ق:21)

اس وقت نفسانفسی کی کیا کیفیت ہوگی وہ قرآن کریم کے دو مقامات سے سامنے آتی ہے۔ فرمایا:

"اس دن بھائی اپنے بھائی سے دور بھاگے گا اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے۔ ہر شخص اس روز ایک فکر میں ہوگا کہ اسے اپنے سوا کسی کا ہوش نہ ہوگا"۔ (سورۃ عبس:34 تا 37)

صرف اس پر بس نہ ہوگا بلکہ

"مجرم چاہے گا کہ اس دن کے عذاب سے بچنے کے لئے اپنی اولاد کو، اپنی بیوی کو، اپنے بھائی کو، اپنے قریب ترین خاندان کو جو اسے پناہ دینے والا تھا اور روئے زمین کے سب لوگوں کو فدیہ میں دے دے اور یہ تدبیر اسے نجات دے دے۔ (لیکن) ایسا ہرگز نہیں ہوگا وہ تو بھڑکتی ہوئی آگ ہے، جو گوشت پوست کو چاٹ جائے گی۔ ان لوگوں کو اپنی طرف بلائے گی جنہوں نے (دین حق سے) منہ موڑا"۔ (سورۃ معارج:11 تا 17)

ایک اور مقام پر فرمایا گیا:

"اور ڈرو اس دن سے جب کوئی کسی کے ذرا کام نہیں آئے گا۔ نہ کسی سے فدیہ قبول کیا جائے گا۔ نہ کسی کی سفارش ہی اس کو فائدہ دے گی اور نہ لوگوں کو (کسی اور طرح کی) مدد مل سکے گی"۔ (سورۃ البقرہ:123)

آج جو لوگ اپنے لیڈروں کے خوف سے مجبور ہو کر یا تعصبات میں اندھے ہو کر اپنے ہی بھائیوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگنے میں مصروف ہیں، ان کا اس وقت کیا حال ہوگا جب وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے دوچار ہوں گے، تو ان کے وہی لیڈر جو ان میں مختلف عصبیتوں کی آگ بھڑکا کر انہیں ایک دوسرے کو قتل کرنے پر آمادہ کرتے تھے، ان سے بیزاری کا اظہار کریں گے جیسا کہ فرمایا گیا:

"اور بعض لوگ ایسے ہیں جو غیر اللہ کو (اللہ کا) شریک بناتے اور ان سے اللہ کی سی محبت کرتے ہیں۔ لیکن جو ایمان والے ہیں وہ تو اللہ ہی کے سب سے زیادہ دوست دار ہیں۔ اور اے کاش ظالم لوگ جو بات عذاب کے وقت دیکھیں گے اب دیکھ لیتے، کہ سب طرح کی طاقت اللہ ہی کو ہے، اور یہ کہ اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے۔ اس دن (کفر کے) پیشوا اپنے پیروؤں سے بیزاری ظاہر کریں گے اور (دونوں) عذاب (الٰہی) دیکھ لیں گے اور ان کے آپس کے تعلقات منقطع ہو جائیں گے۔ (یہ حال دیکھ کر) پیروی کرنے والے (حسرت سے) کہیں گے کہ اے کاش ہمیں پھر دنیا میں جانا نصیب ہوتا کہ جس طرح یہ ہم سے بیزار ہو رہے ہیں اس طرح ہم بھی ان سے بیزار ہوں۔ اس طرح اللہ ان کے اعمال انہیں حسرت بنا کر دکھائے گا۔ اور وہ دوزخ سے نکل نہیں سکیں گے"۔ (سورۃ البقرہ:165 تا 167)

کاش! آج جو لوگ عورتوں کو بیوہ، بچوں کو یتیم بنانے اور کاروبار دنیوی کو نقصان پہنچا کر دوسروں کو فقر وفاقہ سے دوچار کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو ہر وقت پیش نظر رکھتے کہ

"جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوا کسی اور وجہ سے قتل کیا اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کیا اور جس نے کسی کو زندگی بخشی اس نے گویا تمام انسانوں کو زندگی بخشی"۔ (سورۃ المائدہ:32)

آج بھی موقع ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور صدق دل سے توبہ کریں اور آئندہ کے لئے ان گناہوں سے باز رہنے کا عزم کریں تو اللہ تو بڑا غفور اور رحیم ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے ایک ارشاد گرامی کا یہ مفہوم ہے کہ کل بنی آدم خطا کار ہیں اور خطا کاروں میں بہترین توبہ کرنے والے ہیں۔ اور آپ ؐ نے مزید فرمایا کہ گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے کہ اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہ ہو۔

جو لوگ ان فسادات میں ملوث نہیں ہوئے لیکن ان کے سامنے معاشرے میں فساد برپا ہوتا رہا اور انہوں نے مظالم کے خلاف کسی خوف یا مصلحت کی بناء پر ان سے چشم پوشی کی وہ یہ نہ سمجھیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور جواب دہی سے بچ جائیں گے۔ انہیں بھی اللہ تعالیٰ کے حضور صدق دل سے توبہ کرنا چاہئے اور آئندہ ظلم کے خلاف آواز بلند کرنے کا عزم کرنا چاہئے اور نبی اکرم ﷺ کے اس ارشاد گرامی کو ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھنا چاہئے کہ اپنے بھائی کی مدد کرو چاہے ظالم ہو یا مظلوم۔ دریافت کیا گیا کہ مظلوم کی مدد تو سمجھ میں آتی ہے، ظالم کی مدد کس طرح کی جائے۔ فرمایا، ظالم کا ہاتھ پکڑنا چاہئے تا کہ وہ ظلم سے باز رہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن وسنت میں وارد احکامات کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مصیبت، ہجرت اور خدمت

متاثرین سوات، بونیر اور دیر کی مشکلات کا آنکھوں دیکھا حال

ڈاکٹر آصف محمود جاہ

تپتی دوپہر، آگ برساتا سورج، سوات، بونیر اور دیر سے آنے والے، ٹرکوں، ڈالوں میں جانوروں کی طرح ٹھنسے ہوئے، ڈرے سہمے لوگ۔ ایک جگہ چند بچے تھے۔ بچوں کو ٹیم نے بسکٹ دیئے تو ساتھ ہی ایک نئی کار گزری جس میں پانچ چھ عفت مآب پردہ نشین مائیں، بہنیں تھیں۔ انہوں نے ہاتھ باہر نکالے، ہمیں بھی کھانے کو کچھ دیں، صبح سے کچھ نہیں کھایا، اکیلی جان کو لے کر نکلے ہیں۔ مصیبت، بے چارگی، مظلومیت کی اس تصویر کو دیکھ کر ٹیم کے سب ممبران کی ہچکیاں بندھ گئیں۔

جب سے سوات میں آپریشن کا آغاز ہوا اور لٹے پٹے بے خانماں افراد اپنے وطن میں مہاجر ہونے لگے، ان کی حالت زار دیکھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ اسی دن سے سوچ لیا تھا کہ جلد از جلد سوات اور بونیر کے متاثرہ علاقوں میں پہنچ کر اپنے مصیبت زدہ بہن بھائیوں کی خدمت کرنی ہے۔ دوستوں سے بات ہوئی۔ کاوش ویلفیئر ٹرسٹ کے عمار احمد ترین نے ساری دنیا میں ای میل بھجوا دیں۔ فوراً ہی عطیات کا تانتا بندھ گیا۔ رقم اور سامان آنا شروع ہو گیا۔ ہمیشہ کی طرح سب سے پہلے سید محبوب علی نے راشن کے لئے رقم بھجوائی۔ RTO کے علی عدنان نے دفتر سے اچھی خاصی رقم اکٹھی کر لی۔ الحمد للہ، دو دن میں تیاری ہو گئی۔ ادویات، سامانِ خورد و نوش اور دوسری ضروری اشیاء سے لدا پھندا قافلہ 13 مئی 2009ء صبح سویرے مردان کی طرف عازم سفر ہوا۔

اس قافلے میں راقم کے علاوہ کاوش ویلفیئر ٹرسٹ کے عمار احمد ترین، سروسز ہسپتال کی گائناکالوجسٹ ڈاکٹر بشریٰ، کلثوم اور زینب، ڈاکٹر طاہر اقبال، ارشد، اشفاق، محمد عظیم، فرقان دانش، منظور، صفدر اور مشتاق شامل تھے۔ اسلام آباد سے میڈیا کوآرڈی نیٹر نصیر احمد رند بھی شامل ہو گئے۔ پشاور سے ڈاکٹر فرید خان چل پڑے۔ فون پر جلیل صاحب سے رابطہ تھا کیونکہ پہلا پڑاؤ بونیر سے 8-9 کلو میٹر کے فاصلے پر "رستم" میں تھا۔ برہان سے ہوتے ہوئے چار بجے مردان پہنچ گئے۔ "رستم" کے ڈاکٹر اشرف علی سے ملاقات ہو گئی۔ ان کی گاڑی کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔ مردان سے "رستم" تک کا سفر کرتے ہوئے لگا کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں کیونکہ یہاں زندگی معمول کے مطابق جاری تھی، نہ کوئی کیمپ نظر آیا اور نہ یہ محسوس ہوا کہ لاکھوں لوگوں پہ اتنی بڑی افتاد آن پڑی ہے۔

رستم کے قریب پہنچ کر ویرانی کا احساس ہوا۔ عجیب قسم کی اداسی اور ویرانی تھی۔ لیکن فضا میں کبھی کبھی گن شپ ہیلی کاپٹر کی گھن گرج ضرور سنائی دیتی۔ رستم پہنچ کر ڈاکٹر اشرف علی کے گھر پر کھانا کھایا اور فارغ ہوتے ہی وہاں کے BHU مرکز صحت میں کیمپ کا آغاز کر دیا۔ سینکڑوں بچے، بوڑھے، جوان، عورتیں، یہاں پہلے سے موجود تھیں۔ ڈاکٹر طاہر اقبال اور راقم نے ایک کمرے میں مریض دیکھنا شروع کیے جبکہ ڈاکٹر بشریٰ، کلثوم اور زینب کے ساتھ ایک اور کمرے میں بیٹھ گئیں۔ مریضوں کی آمد شروع ہو گئی۔ پشتو سے آشنائی کی وجہ سے راقم جلد ہی مریضوں میں گھل مل گیا۔ جبکہ ڈاکٹر بشریٰ اور ڈاکٹر طاہر کو ترجمان مل گئے۔ اشفاق کی ڈسپنسری لگ گئی۔ ترین صاحب اشیائے خورد و نوش، برتن اور کیش کی تقسیم میں لگ گئے۔ ڈرے ڈرے سہمے لوگ، کملائے ہوئے چہروں والے بچے بچیاں آتے گئے۔ چیک اپ کر کے دوائیں تقسیم ہوتی رہیں۔ بچے، بچیوں میں گفٹس، ٹافیاں، بسکٹس، چپس، انگوٹھیاں، کلپس وغیرہ تقسیم ہوئے۔ بچے، بچیوں کو خوش دیکھ کر دل ایک لمحے کے لیے خوش ہوتا مگر متاثرین کی باتیں سن کر فوراً بجھ جاتا۔ "رستم" بونیر سے صرف 8-9 کلو میٹر اور مردان سے 33 کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ اس کی آبادی 2 لاکھ کے قریب ہے۔ یہاں کی ساری معیشت کا دارومدار بونیر پر ہے۔ یہاں کی چیزیں بونیر آتی جاتی ہیں اور یوں کاروبار چلتا ہے۔ شورش کی وجہ سے ساری معیشت برباد ہو گئی۔ مارکیٹوں میں اشیاء ہیں، خریدنے والا کوئی نہیں۔ رات گئے تک مریض آتے رہے اور تینوں ڈاکٹروں نے 300 سے زائد مریض دیکھے۔ ڈاکٹر بشریٰ کی وجہ سے بڑی آسانی رہی، کیونکہ یہاں اسلام سے گہرا عملی لگاؤ رکھنے والی پردہ دار مائیں بہنیں مرد ڈاکٹر سے چیک اپ کرانے میں ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ اس جگہ ابھی تک کوئی امداد نہیں پہنچی تھی، نہ کوئی میڈیا اور نہ کوئی این جی او۔ رستم کے لوگوں نے متاثرین بونیر اور دیر کو اپنے گھروں میں پناہ دے کر انصار مدینہ اور مہاجرین مکہ کی یاد تازہ کر دی۔ تقریباً بونیر اور دیر کے ایک لاکھ سے زیادہ لوگ "رستم" میں لوگوں کے گھروں میں موجود ہیں۔ اور وہ دامے درمے سخنے ان کی مدد کر رہے ہیں۔ یہ جذبۂ ایثار صرف اسلام کا خاصہ ہے۔ کوئی ہے جو تباہی اور بربادی کے اس وقت میں اس طرح کے ایثار کا مظاہرہ کرے۔ رات ایک کھلے گھر میں قیام ہوا۔ خوب تبادلہ خیال ہوا۔ اہل رستم کا خیال ہے کہ اصل مسئلہ بے انصافی اور طبقاتی تقسیم کا ہے۔ جب تک لوگوں کو فوری انصاف میسر نہیں آتا، مسائل برقرار رہیں گے۔

اس کیمپ میں زیادہ تر بونیر، ڈگر، امبیلا کے مریض آئے۔ حاملہ عورتیں بھی آئیں۔ رستم سے پہلے شہباز گڑھی آتا ہے۔ یہ دونوں علاقے گندھارا تہذیب سے تعلق رکھتے ہیں۔ "رستم" مردان، بونیر، سوات اور دیر سے آنے جانے والوں کے لیے کھلا راستہ ہے۔ یہاں سے روزانہ دو سو سے زیادہ گاڑیاں گزرتی ہیں اور بونیر میں مشہور صوفی بزرگ "پیر بابا" کی زیارت کے لیے لوگ جاتے ہیں۔ بونیر کی مقامی آبادی میں ہندو اور سکھ بھی ہیں جو کئی صدیوں سے یہاں مقیم ہیں۔ مردان اور رستم میں 500 سے زیادہ ماربل فیکٹریاں شورش کی وجہ سے بند پڑی ہیں اور لوگوں کی زندگی کام نہ ہونے کی وجہ سے تلخ سے تلخ ہوتی جا رہی ہے۔ صبح سویرے فجر کے لیے اٹھے تو فضا میں طیاروں کی گھن گرج سنائی دی۔ سب نے فوراً کلمہ شہادت پڑھنا شروع کر دیا کہ کہیں ڈرون نہ آ جائے۔ فرقان دانش نے کہا کہ اگر اللہ نے شہادت مقدر میں لکھی ہے تو اللہ کے راستہ میں تو ہم پہلے ہی نکلے ہوئے ہیں اور بقول "شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن" صبح سویرے ناشتے کے بعد گورنمنٹ پرائمری سکول ہیرہ وٹھ پہنچے جہاں 10 خاندان مقیم تھے۔ یہ زیادہ تر بیمار،

معذور، اندھے، لولے لنگڑے افراد تھے اور بہت خراب حالات میں تھے۔ علاقے کے لوگ اپنی تئیں ان کی مدد کر رہے تھے۔ دو دن پہلے ایک خاتون کے ہاں پیاری سی بچی پیدا ہوئی تھی۔ ان مجبور اور بے کس لوگوں کی بے چارگی دیکھ کر سب ساتھی رو دیئے۔ ان مجبور اور بے کس لوگوں کی آنکھیں سوال کر رہی تھیں کہ ہمارا کیا قصور ہے، ہمیں کس جرم کی سزا دی جا رہی ہے؟

ایک دفعہ پھر رستم کے ہسپتال میں کیمپ کا آغاز ہو گیا۔ کل کے مقابلے میں بہت زیادہ لوگ اکٹھے تھے۔ متاثرین کو لوگوں نے گھیر لیا اور ٹرک کی ساری اشیاء فوراً ہی تقسیم ہو گئیں۔ طیاروں کی گھن گرج، ڈرون حملے کے خطرات کے اندیشوں میں کام شروع کیا اور دوپہر تک 500 مریضوں کو چیک کر کے ادویات دیں۔ یہاں سے فارغ ہو کر تخت بھائی کے لیے روانہ ہوئے۔ تخت بھائی مردان سے قریب ہے۔ گندھارا تہذیب میں اس کا خاص مقام ہے۔ سکندر اعظم کے علاوہ اس علاقے سے 3000 ق م بدھ مت کا بادشاہ بھی گزرا ہے۔ بدھ بادشاہ کا تخت ایک چشمے پر تھا، اس لیے یہ جگہ تخت بھائی کے نام سے مشہور ہو گئی۔ تخت بھائی پہنچتے ہی یہاں کے ایک زیر تعمیر ہسپتال میں کیمپ لگایا جہاں 500 سے 700 افراد ٹھہرے ہوئے تھے۔ 200 مریضوں کو دیکھا اور ادویات تقسیم کیں۔ راشن اور تحائف بھی بانٹے۔ ترین صاحب نے 1000 روپے فی خاندان کیش تقسیم کیا۔

فارغ ہو کر آگے چلے تو سڑک کے ایک طرف ریلوے لائن کی پٹڑی پر سینکڑوں خاندان کھلے آسمان تلے پڑے نظر آئے۔ فوراً وہاں رک کر کیمپ لگایا۔ کئیوں نے کہا کہ کئی دن ہو گئے ہیں، کسی نے نہیں پوچھا۔ یہاں لوگوں نے اپنی چادروں وغیرہ سے تھوڑی بہت آڑ بنائی ہوئی تھی۔ چند ایک ٹینٹ بھی نظر آئے۔ یہاں کام کر کے دل بہت خوش ہوا۔ اگرچہ رات ہو گئی تھی، تاہم ایمرجنسی لائٹ لگا کر رات گئے تک مریضوں کو دیکھا اور ادویات تقسیم کیں۔ جب آدمی اللہ کے راستے میں نکلے تو اللہ تعالیٰ خصوصی نصرت فرماتا ہے۔ کیمپ کا سن کر رحمان کاٹن ملز کے ایڈمن آفیسر عتیق نیازی پہنچ گئے اور ساتھ مل کر کیمپ کا نہ صرف انتظام کیا بلکہ اس کے بعد ہمیں کاٹن ملز کے گیسٹ روم میں ٹھہرایا۔

اگلے دن صبح سویرے اٹھ کر رحمان کاٹن ملز کی لیبر کالونی سری بہلول، مردان کا رخ کیا، جہاں کئی خاندانوں نے پناہ لے رکھی تھی۔ وہاں پہنچ کر کیمپ لگایا۔ متاثرین نے بتایا کہ یہاں کوئی مدد نہیں پہنچ رہی، بیماروں کے علاج کا کوئی انتظام نہیں، پینے کو صاف پانی میسر نہیں۔ یہاں 100 کے قریب مریض دیکھے اور 1000 روپے فی کس خاندان تقسیم کیے۔ یہاں کھلے آسمان تلے دھوپ میں بیٹھنا پڑا۔ اگر ان مجبور لوگوں کی تکالیف کا اس سے کوئی موازنہ نہیں ہو سکتا۔

12 بجے کے بعد یہاں سے "شیر گڑھ" کے لیے روانہ ہوئے جہاں ایک سکول میں متاثرین اپنی مجبوری اور لاچاری کی داستانیں سنا کر ہم سب کو رلا رہے تھے۔ لاہور دوستوں کو پتہ چلا تو انہوں نے کمال کر دیا۔ ڈاکٹر ارشد نے اشیاء خورد و نوش، کولرز، چادروں، پنکھوں اور دوسری اشیاء کے دو ٹرک بھجوا دیئے۔ خواجہ اعجاز کے والد صاحب نے مکہ سے ان کی سرزنش کی کہ آپ نے متاثرین کے لیے ابھی تک کیوں کچھ نہیں کیا۔ ان کا بھی لدا پھندا ٹرک پہنچ گیا۔ تخت بھائی میں کسٹمز ہیلتھ کیئر سوسائٹی اور کاوش ویلفیئر ٹرسٹ کا کیمپ قائم کر دیا گیا اور وہاں سے پک اپ کے ذریعے متاثرہ بستیوں میں سامان پہنچنا شروع ہو گیا۔

شیر گڑھ میں 200 مریضوں کا علاج کر کے گورنمنٹ ہائی سکول پاتی کلاں کے کیمپ میں پہنچے، جہاں صبح سے لوگ ہمارے منتظر تھے۔ شام گئے تک یہاں مریض آتے رہے۔ دل کے مریض ایک بزرگ کو جب دواؤں کے لئے ہزار روپے دیئے تو وہ دھاڑیں مار کر رونے لگا کہ میں نے تو ساری زندگی کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلایا۔ پاتی کلاں سکول کے ہیڈ ماسٹر رشید صاحب صبح سے شام تک متاثرین کی خدمت میں مصروف ہیں اور انہوں نے بتایا کہ میری نیند اڑ چکی ہے، متاثرین کی بربادی کی داستانیں سن سن کر حوصلہ ختم ہو چکا ہے۔ وہ علاقے کے لوگوں کے ساتھ مل کر متاثرین کی خدمت کر رہے ہیں، لیکن حکومتی مدد نہ ملنے کی وجہ سے کچھ بن نہیں پڑ رہا۔ رات گئے تک 300 مریضوں کو دیکھا اور واپس رحمان کاٹن ملز پہنچے۔

جب سے آئے تھے گلمردن کے آفتاب صاحب سے مسلسل رابطہ تھا۔ حالات ان کے گوش گزار کیے تو انہوں نے اپنے ساتھی محترم حضرات ہمایوں اختر، محمد فیاض، ملک منور، آصف آفتاب کو حالات سنائے۔ 30 لاکھ مالیت کی اشیائے خورد و نوش کے دو ٹرک نہ صرف بھجوا دیئے بلکہ صبح سویرے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہمارے کیمپ رشکئی پہنچ گئے۔ یہاں ایک سکول میں ہزاروں افراد سوات سے آ کر بیٹھے ہوئے تھے۔ آفتاب صاحب اور ان کے ساتھیوں نے خود آ کر ان لوگوں کی مشکلات کا مشاہدہ کیا اور دوپہر تک موجود رہے۔ انہوں نے جلالہ کیمپ کا بھی دورہ کیا۔ ان کی موجودگی میں "رستم" لیبر کالونی شیر گڑھ، اور گجی ہسپتال میں آنے والی اشیاء بھجوائی گئیں۔ ان کی ٹیم نے لاکھوں روپے کیش بھی متاثرین میں تقسیم کیا۔ اس کیمپ میں پرانے دوست اور خدمت خلق کے لیے ہر دم تیار اسلم مروت سے بھی ملاقات ہوئی۔ اس کیمپ کا انتظام فرنٹیئر ویلفیئر فاؤنڈیشن کے جاں نثاروں نے کیا تھا۔ یہاں شام تک سر کھجانے کو وقت نہ ملا۔ ڈاکٹر بشریٰ کا اگرچہ پہلا تجربہ تھا مگر وہ خدمت کے بھرپور جذبے سے سرشار تھیں۔ عورتوں اور لڑکیوں کی دکھ بھری داستانیں سن کر وہ اور ان کی ساتھی لڑکیاں بار بار آبدیدہ ہو جاتیں۔ راقم کے ارد گرد ایک وقت سو سے زیادہ عورتیں اور بچے جمع ہو گئے۔ ہر کوئی پہلے چیک اپ کروانا چاہتا تھا۔ منتظمین انہیں ڈانٹنے لگے کہ ایک طرف ہو جائیں۔ میں نے کہا، انہیں کچھ نہ کہیں، پہلے ہی ان کے ساتھ بہت کچھ ہو گیا ہے۔

لاہور سے ڈاکٹر عبدالوحید بھٹی کا فون آیا کہ متاثرین کے لیے میری طرف سے دوپہر کے کھانے کا انتظام کر لیں۔ بازار سے پانچ دیگیں منگوائیں جو صرف آدھ گھنٹہ میں ختم ہو گئیں، کیونکہ یہاں کسی طرف سے کوئی امداد یا کھانا نہیں آ رہا تھا۔ صرف علاقے کے غریب لوگ اپنی طرف سے مدد کر رہے تھے۔ شام گئے تک 1500 مریض دیکھے اور پھر واپسی کا سفر شروع ہوا۔ اللہ نے راستے میں چکری کے مقام پر عابد گیلانی کو ساتھیوں کا اعزاز و اکرام کرنے کی توفیق دی اور انہوں نے پر تکلف کھانا کھلایا۔ اتوار (17 مئی) کو علی الصبح خیریت سے لاہور پہنچ گئے۔ اس دورے کے مشاہدات درج ذیل ہیں۔

1۔ متاثرین / مہاجرین سخت ترین حالات سے گزر رہے ہیں۔

2۔ بڑے کیمپوں کے علاوہ سکولوں اور گھروں میں رہنے والے متاثرین کا کوئی پرسان حال نہیں، نہ ان تک میڈیا پہنچا اور نہ کوئی این جی او۔

3۔ متاثرین میں ڈائریا، ملیریا، خون کی کمی، سینے کی تکالیف اور جلدی بیماریاں، تیزی سے پھیل رہی ہیں۔ اکثر بچے، خواتین اور بوڑھے ملیریا، جسم درد، پیٹ کی خرابی، بلڈ پریشر، ٹانگوں کے درد، شوگر اور دل کی تکالیف میں مبتلا تھے۔

4۔ ڈاکٹر بشریٰ کے مطابق ہر کیمپ میں 20 سے 25 عورتیں حاملہ تھیں۔ ان کے لیے کسی قسم کی میڈیکل کیئر کا کوئی انتظام نہیں۔

5۔ کئی جگہوں پر متاثرین کھلے آسمان تلے بیٹھے ہیں۔

ان مشاہدات کی روشنی میں مندرجہ ذیل اقدامات

کی فوری ضرورت ہے:

- فوری طور پر تمام متاثرین کو مناسب جگہوں پر منتقل کیا جائے، جہاں پینے کا صاف پانی مہیا ہو اور واش روم اور ٹائلٹ کی مناسب سہولیات ہوں۔
- گھروں میں رہنے والے IDP's کی فوری مدد کی ضرورت ہے۔
- حاملہ عورتوں کے لیے فوری طور پر میٹرنٹی ہوم کھولے جائیں۔ اس سلسلے میں کسٹمز ہیلتھ کیئر سوسائٹی اور کاوش ویلفیئر ٹرسٹ کے تعاون سے جلد ہی ایک میٹرنٹی ہوم کھولا جا رہا ہے۔
- متاثرین / مہاجرین کو فوری طور پر ضروری اشیاء کے ساتھ کیش بھی مہیا کیا جائے تاکہ وہ اپنی فوری ضرورتیں پوری کر سکیں۔
- سکولوں اور دوسری جگہوں پہ موجود افراد کی سیکیورٹی کا فوری بندوبست کیا جائے تاکہ کوئی شرپسند موقع کا فائدہ اٹھا کر انہیں نقصان نہ پہنچا سکے۔
- فوری طور پر بڑے کیمپوں میں بچوں کی پڑھائی کے لیے سکول قائم کیے جائیں۔ اس سلسلے میں کسٹمز ہیلتھ کیئر سوسائٹی اور کاوش ویلفیئر ٹرسٹ کے تعاون سے 7 مقامات پر جلد ہی سکول قائم کیے جا رہے ہیں۔
- پنجاب سے جو این جی اوز اور ادارے سامان لے کر جا رہے ہیں وہ بڑے کیمپوں میں جانے کی بجائے ایسی جگہوں پر جائیں جہاں کوئی امداد نہیں پہنچ رہی۔
- فوری طور پر اکتوبر 2005ء کے زلزلے کے دوران دکھائے گئے جذبے اور ایثار کی ضرورت ہے۔ پوری قوم خصوصاً اہل پنجاب اٹھ کھڑے ہوں۔ تمام مخیّر حضرات نہ صرف دل کھول کر امداد دیں بلکہ سامان سے ٹرک بھریں، کیش جیبوں میں ڈالیں اور متاثرین کے پاس خود جا کر ان کے دکھ درد بانٹیں۔ آزمائش کی اس گھڑی میں اہل پنجاب کے لیے نادر موقع ہے کہ وہ واقعی بڑا صوبہ ہونے کا ثبوت دیں۔
- خادم پنجاب میاں شہباز شریف وزیر اعلیٰ سرحد سے مشورہ کر کے ہزاروں مہاجرین کو پنجاب میں بسانے کا بندوبست کریں۔
- عوام کی طرف سے حکومت پر دباؤ ڈالا جائے کہ وہ فوری طور پر آپریشن بند کر کے ان مہاجرین کو ان کے گھروں میں واپس جانے کا انتظام کرے۔

✿✿✿✿✿

بقیہ: اداریہ

ملکی سلامتی کے حوالہ سے مکمل طور پر مایوس ہو کر "بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست" کے مقولہ کو عملی جامہ پہنا رہی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ہمیں سوئے ظن کرنے کا طعنہ دیا جائے لیکن اس مکمل پس منظر کو سامنے رکھ کر کہ ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ صوفی محمد سے معاہدہ، مالاکنڈ میں عدل ریگولیشن کا نفاذ اور پھر اُس سے انحراف یہ سب ڈرامہ تھا، جس کا سکرپٹ امریکہ کے دورے سے بہت پہلے لکھا گیا تھا۔ غالباً پیش نظر یہ تھا کہ پہلے اس نوع کا معاہدہ کر کے امریکہ کے سامنے اپنے دام بڑھائے جائیں، پھر کوئی نہ کوئی عذر تراش کر کے معاہدہ ختم کر دیا جائے۔ پاکستانی عوام کے سامنے بھی حکومتی کیس مضبوط ہو جائے گا اور "عالم پناہ" بھی خوش ہو کر قرضہ بھی زیادہ دے گا اور ذاتی نوازشات بھی زیادہ ہوں گی اور اصل کام یہ ہو گا کہ کرسی مضبوط ہو جائے گی۔ رہا سوال انسانی لاشوں کے جابجا بکھرنے کا اور مکانوں کا ملبہ کے ڈھیر میں تبدیل ہونے کا اور 25 لاکھ انسانوں کے بے گھر ہو کر بھوکے پیاسے کھلے آسمان تلے پڑے رہنے کا تو یہ سب کچھ بہرحال اقتدار کے ایوانوں کو مضبوط کرنے کے لیے کرنا ہی پڑتا ہے۔ یہ عوامی دور ہے اور عوام کالانعام ہوتے ہیں جن کے باڑے ادھر سے اُدھر ہوتے رہتے ہیں۔ ہاں البتہ گوروں کے علاقوں کے جنگلی جانوروں بلکہ درندوں کے تحفظ کی بھی انجمنیں قائم ہیں جو خلاف ورزی کرنے والوں کو سزا دلاتی ہیں۔ یہ ایشیا اور یورپ کا نہیں، مسلم اور غیر مسلم کا فرق ہے۔ جو ملحوظ رکھا جا رہا ہے۔

ہماری یہ غیر روایتی تحریر ہمارے حکمرانوں کے رویے کا ردعمل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے حکمران تاریخ سے بالکل نابلد ہیں۔ عیاش اور قوم فروش حکمرانوں کا جو انجام ماضی میں ہوا آج کے دور میں مختلف کیسے ہو سکتا ہے۔ رقاصاؤں کے حضور کٹے ہوئے سر پیش کرنے والے بدکردار بادشاہ خود نسیاً منسیا ہو گئے اور ذلت و رسوائی ابدی طور پر اُن سے منسلک ہو گئی تو یہ پندرہ ہزار ڈالر نچھاور کرنے والے کیسے بچ جائیں گے، جو پاکستانی روپے کے حساب سے ساڑھے بارہ لاکھ روپیہ بنتا ہے، جس سے نقل مکانی کرنے والے ساڑھے بارہ ہزار افراد آسانی سے کم از کم ایک دن پیٹ بھر کر کھانا کھا سکتے تھے۔ اے اللہ! رب العزت جنہوں نے ہمارے مسلمان بھائیوں کے منہ سے نوالہ چھین کر اپنی عیاشی اور بدمعاشی کی نظر کر دیا، انہیں ہدایت دے، انہیں توبہ کی توفیق ملے اور اگر ہدایت اُن کے نصیب میں نہیں تو آخرت میں ان کا انجام ان رقاصاؤں کے ساتھ کرنا اور دنیا میں بھی ذلت و رسوائی ان کا مقدر کرنا۔ آمین اے یا رب العالمین!

✿✿ضرورت رشتہ✿✿

☆ نوجوان، عمر 25 سال، برسر روزگار (انجینئر) کے لئے دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ صرف تنظیم اسلامی سے منسلک لوگ رابطہ کریں۔
برائے رابطہ: 0313-4120158

☆ (1) بیٹا، عمر 31 سال، عالم دین اسلام آباد کے ایک گورنمنٹ کالج میں لیکچرار کے لئے ہم پلہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے —— (2) کراچی میں مقیم نوجوان، عمر 26 سال، تعلیم ایم اے اسلامیات، سکول ٹیچر کے لئے دینی مزاج کی حامل لڑکی کا موزوں رشتہ درکار ہے —— (3) بیٹا، عمر 35 سال، محکمہ تعلیم میں ٹیچر، تعلیم ایم اے اسلامیات کے لئے دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0323-3791056

☆ ملتان میں رہائش پذیر، اردو سپیکنگ، تعلیم یافتہ، ملازمت پیشہ گھرانے کی 23 سالہ، شرعی پردے کی پابند، لڑکی MSc میں زیر تعلیم اور قرآن فہمی کورس کر رکھا ہے، کے لیے تعلیم یافتہ، دیندار نوجوان کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: (کراچی) 021-5867220
(ملتان) 061-6776652

☆ لاہور میں رہائش پذیر لڑکی، عمر 26 سال، تعلیم ایم ایس سی (کمپیوٹر سائنس)، شرعی پردے کی پابند کے لئے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسر روزگار نوجوان کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0322-4588240

☆ بیٹا، حافظ قرآن، ایک ٹیلی کام کمپنی میں انٹرنیٹ انجینئر، عمر 28 سال کے لئے لاہور میں رہائش پذیر خاندان سے رشتہ درکار ہے۔ یاد رہے بارات، جہیز اور اسی قبیل کی دوسری غیر شرعی رسومات سے مکمل اجتناب کیا جائے گا۔ برائے رابطہ: 0300-9462188

☆ راجپوت بھٹی فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 23 سال، تعلیم ایم اے اسلامیات، بی ایڈ اور اپنے بیٹے عمر 25 سال، تعلیم MBA (جاری) کے لئے دینی مزاج کے حامل ہم پلہ رشتے درکار ہیں۔
برائے رابطہ: 0321-7805614

☆ کراچی میں رہائش پذیر ملتزم رفیق تنظیم، عمر 37 سال، برٹش اسکول ٹیچر کے لئے شرعی پردے کی پابند خاتون کا رشتہ درکار ہے۔ خلع یافتہ بھی قابل قبول ہے۔ یاد رہے پہلی بیوی سے تین بچے ہیں۔ دوسری بیوی کو علیحدہ رکھا جائے گا۔ برائے رابطہ:
0307-2852548

حرام کمائی کی نحوست

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

جسم اور جان کا رشتہ قائم رکھنے کے لئے غذا کی ضرورت ہوتی ہے۔ انسانی غذا کے لئے مختلف چیزیں ہیں، ہر شے کی تاثیر الگ ہے۔ کوئی اناج یا سبزی ایسی ہوتی ہے کہ اس میں بھرپور غذائیت ہوتی ہے۔ کسی میں غذائیت کی مقدار کم ہوتی ہے۔ ہر انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ ایسی غذائیں استعمال کرے جو ذائقے میں بھی اچھی ہوں اور جسم کی نشوونما کے لئے بہتر ہوں۔ چنانچہ جو غذا انسان کھاتا ہے وہ ہضم ہو کر خون پیدا کرتی ہے جو انسان کو صحت مند رکھتا ہے اور وہ کام کاج کرنے کے قابل ہوتا ہے۔

غذا کی اس تاثیر کے علاوہ ایک اور تاثیر بھی ہے کہ وہ انسان کو روحانی طور پر مضبوط بناتی ہے اور وہ نیک اور اچھے کام کرنے کی طرف راغب ہوتا ہے۔ یہ تاثیر اس غذا کی ہے جو جائز طریقوں سے کمائی گئی ہو اور ایک غذا وہ ہوتی ہے جس کے کھانے سے جسم کا گوشت پوست تو تقویت حاصل کرتا ہے مگر روحانی اور اخلاقی طور پر وہ کمزور ہو کر بُری عادات میں پڑ جاتا ہے۔ اُس کا رجحان برائی کی طرف ہوتا ہے اور اچھے کاموں کی اُسے توفیق نہیں ہوتی۔ اُسے اچھی طرح معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام برا ہے مگر غذا کی تاثیر اُسے اس کی طرف مائل کرتی ہے اور وہ خوب جانتا ہے کہ یہ کام نیکی اور بھلائی کا ہے مگر اُس کا دل اس کے کرنے کی طرف آمادہ نہیں ہوتا۔ گویا

جانتا ہوں ثواب طاعت و زہد
پر طبیعت ادھر نہیں آتی

غذا کی یہ تاثیر بالکل واضح ہے۔ اسی لئے دین فطرت میں کسب حلال کی تاکید کی گئی ہے اور اس بات پر بہت زور دیا گیا ہے کہ روزی کمانے کے بس جائز طریقے ہی اختیار کئے جائیں۔ مگر شیطان جو انسان کا ازلی دشمن ہے وہ بندے کو غلط کام مزین کر کے دکھاتا ہے اور انسان اُس کے دھوکے میں آ جاتا ہے۔ وہ سودی کاروبار، گانے بجانے کا پیشہ اختیار کر کے بے حیائی اور بے پردگی کے فروغ جیسے ذرائع معاش کی ترغیب دیتا ہے کہ اس میں آمدنی زیادہ ہے۔ لالچ میں پڑ کر آدمی اُس طرف چل پڑتا ہے۔ اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس کے مزاج میں حلال وحرام کی تمیز اٹھ جاتی ہے اور اس پہلو سے اُس پر بے حسی طاری ہو جاتی ہے جو اُسے اخلاقی اعتبار سے تباہ کر کے رکھ دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حلال روزی کمانے کا حکم قرآن کریم میں بھی دیا گیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے بھی یہی تعلیم دی ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

"اے اہل ایمان" کھاؤ زمین کی چیزوں میں سے جو حلال اور پاک ہیں۔" (البقرہ:168)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"جس نے دس درہم میں کوئی کپڑا خریدا اور ان میں ایک درہم حرام کا بھی تھا۔ تو جب تک وہ کپڑا اس کے جسم پر رہے گا، اس کی کوئی نماز قبول نہ ہوگی۔"

سورۃ المائدہ میں فرمایا:

"جو حلال اور طیب روزی اللہ نے تم کو دی ہے اُسے کھاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔" (آیت:88)

سورۃ الرحمٰن میں ارشاد ہوا:

"ترازو کے ساتھ تولنے میں حد سے تجاوز نہ کیا کرو اور انصاف کے ساتھ ٹھیک تولو اور تول کم مت کرو۔" (آیات:9،8)

سورۃ البقرہ میں فرمایا:

"تم لوگ نہ تو آپس میں ایک دوسرے کا مال ناروا طریقے سے کھاؤ اور نہ حاکموں کے آگے ان کو اس غرض کے لئے پیش کرو کہ تمہیں دوسروں کے مال کا کوئی حصہ قصداً ظالمانہ طریقے سے کھانے کا موقع مل جائے۔" (البقرہ:188)

دنیا کی زندگی میں انسان ہمہ وقت آزمائش میں ہے۔ اگر وہ اسلامی تعلیمات کے مطابق کام کرتا ہے تو وہ اچھا بدلہ پائے گا، اُسے خوشگوار ابدی زندگی ملے گی اور وہ بے مثال اور وافر نعمتوں سے سرفراز ہوگا۔ اس کے برعکس جس نے خواہش نفس کے تحت زندگی گزاری، جائز و ناجائز کا خیال نہ کیا، حلال وحرام کی تمیز نہ کی اور روزی کمانے کے لئے غلط طریقے اور پیشے اختیار کئے تو وہ سزا اور عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

جھوٹ بول کر، دھوکہ دے کر، جھوٹی قسمیں اٹھا کر جو روزی کمائی جائے وہ ناجائز اور حرام ہے۔ اسی طرح سود، رشوت، چوری، ڈاکے، لوٹ کھسوٹ، ذخیرہ اندوزی اور حرام چیزوں کی خرید وفروخت سے کمائی جانے والی دولت بھی حرام کمائی ہے۔ جس شخص کا آخرت پر پختہ یقین ہے وہ صرف حلال روزی پر اکتفا کرتا ہے اور حرام کے قریب نہیں پھٹکتا۔ حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے دن آدمی کے پاؤں اپنی جگہ سے ہل نہ سکیں گے جب تک اُس سے پانچ چیزوں کے بارے میں پوچھ گچھ نہ کر لی جائے۔ اُن پانچ سوالوں میں ایک سوال یہ بھی ہوگا کہ مال و دولت کہاں سے اور کن طریقوں سے کمایا اور کن کاموں میں خرچ کیا۔
(بحوالہ جامع ترمذی)

حرام مال میں سے اگر کچھ صدقہ وخیرات کر دیا جائے تو وہ قبول نہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاکیزہ چیزیں ہی قبول کرتا ہے۔ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ اللہ کے راستے میں اچھی چیزیں دو، کیونکہ غلیظ گندی اور ناپاک چیزیں کسی اجر کی مستحق نہیں۔ حرام کمائی کھانے والے کی عبادت قبول نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس نے دس درہم میں کوئی کپڑا خریدا اور ان میں ایک درہم حرام کا بھی تھا۔ تو جب تک وہ کپڑا اس کے جسم پر رہے گا، اس کی کوئی نماز قبول نہ ہوگی۔"
(مسند احمد، شعب الایمان للبیہقی)

اوّل تو حرام خور کو عبادت کی توفیق ہی نہ ہوگی اور اگر وہ عبادت کرے گا یا صدقہ خیرات دے گا تو وہ نامقبول ہوگا اور مسترد کر دیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسے آدمی کا ذکر فرمایا جو طویل سفر کر کے (کسی مقدس مقام پر) اس حال میں جاتا ہے کہ اس کے بال پراگندہ ہیں اور جسم اور کپڑوں پر گرد و غبار ہے، وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر پروردگار سے دعا کرتا ہے اور حالت یہ ہے کہ اس کا کھانا

حرام ہے، اس کا پینا حرام کا ہے، اس کا لباس حرام ہے اور حرام غذا سے اس کی پرورش ہوئی ہے تو (فرمایا) اس کی دعا کیسے قبول ہوگی۔ (صحیح مسلم)

حرام کمائی کی برائی واضح کرتے ہوئے ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم اس چیز کے کھانے اور استعمال سے بھی رکیں جس کی حلت اور حرمت واضح نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص شبہ والی چیزوں سے بھی پرہیز کرے گا، وہ اپنے دین اور آبرو کو بچالے گا اور جو شخص شبہ والی چیزوں میں پڑے گا وہ حرام کی حدود میں جا گرے گا۔ اس کی مثال اس چرواہے کی طرح ہے جو اپنے جانور محفوظ سرکاری علاقے کے آس پاس بالکل قریب میں چراتا ہے تو خطرہ ہوتا ہے کہ اس کے جانور اس محفوظ سرکاری چراگاہ میں داخل ہو کر چرنے لگیں۔...... خبردار انسان کے جسم میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے۔ اگر وہ ٹھیک ہے تو سارا جسم ٹھیک رہتا ہے اور اگر اس کا حال خراب ہو تو سارے جسم کا حال بھی خراب ہوتا ہے اور جان لو گوشت کا وہ ٹکڑا دل ہے (صحیح بخاری وصحیح مسلم) اس سے معلوم ہوا کہ ناجائز مال کا کھانا آدمی کے ضمیر کو مردہ کر دیتا ہے، جس سے اُسے بُرے بھلے کی تمیز نہیں رہتی اور وہ دنیا میں غیر محتاط زندگی گزار کر ابدی ناکامی اور نامرادی کا شکار ہو جاتا ہے۔

والدین اولاد کی تربیت کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ انہیں چاہیے کہ وہ اپنی اولاد کو حلال اور جائز روزی فراہم کریں۔ جب وہ بڑے ہو جائیں تو پیشے کے انتخاب میں ان کی صحیح راہ نمائی کریں، کیونکہ اگر وہ ناجائز ذریعہ آمدنی اختیار کریں گے اور والدین کی رضامندی بھی اس میں شامل ہوگی تو اولاد کو تو حرام کمانے کی سزا ملے گی، ساتھ ساتھ والدین کو بھی اولاد کے گناہ میں شامل سمجھا جائے گا۔ پس ذرائع آمدنی کے بارے میں انتہائی محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔

کمپوزر کی ضرورت ہے

قرآن اکیڈمی لاہور کو اپنے شعبۂ مطبوعات میں کام کرنے کے لئے ایک جز وقتی کمپوزر کی ضرورت ہے۔ کمپوزر کے لئے ضروری ہے کہ وہ "In page" اور "Corel Draw" میں مہارت رکھتا ہو۔ رفیق تنظیم اسلامی کو ترجیح دی جائے گی۔

برائے رابطہ: (حافظ خالد محمود خضر)

042-5869501-3

روداد

خدارا سوات میں مشرقی پاکستان کی تاریخ مت دہرائیے

سوات میں جاری فوجی آپریشن کے خلاف تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کی پُرامن ریلی

ریلی سے بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد نے خطاب کیا

مرتب: وسیم احمد

تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کے زیر اہتمام 15 مئی کو بعد نماز جمعہ سوات میں جاری فوجی آپریشن کے خلاف مسجد دارالسلام باغ جناح سے مسجد الشہداء تک پُرامن ریلی کا انعقاد کیا گیا۔ مسجد الشہداء میں شرکاءِ ریلی سے بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے مالاکنڈ ڈویژن کو آگ اور بارود کی بارش کا سامنا ہے، صرف اس لیے کہ وہاں کے عوام اپنے علاقے میں شریعت محمدی کا نفاذ چاہتے ہیں۔ بستیوں کی بستیاں تہہ وبالا کردی گئی ہیں۔ ہزاروں مسلمان شہید ہوگئے ہیں۔ لاکھوں بے گھر ہوگئے ہیں اور مختلف علاقوں میں کھلے آسمان تلے بے یارومددگار پڑے ہیں اور اب لیپاپوتی کے لیے ان مہاجرین کی امداد کے لیے جھوٹی سچی اپیلیں کی جارہی ہیں۔ یہ سب کچھ اس لیے ہورہا ہے کہ امریکہ کو شریعت محمدی کا نفاذ پسند نہیں اور یہودی مہاجن اپنے اقتصادی غلبے کی راہ میں اسلامی نظام کو خطرہ سمجھتا ہے۔ اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہم نے ڈالروں کی خاطر امریکی غلامی کا پٹہ اپنی گردن میں ڈالا ہوا ہے۔ افسوس صد افسوس کہ حکومت نے خونِ مسلم کو کتنا ارزاں جانا" آہ قومے فروختند وچہ ارزاں فروختند"۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا سیکولر طبقہ امریکہ کی حمایت میں اچھل کود کر رہا ہے اور فوجی آپریشن کی داد دے رہا ہے۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ جب مارچ 1971ء میں مشرقی پاکستان میں فوجی آپریشن کیا گیا تھا تو اسی قبیل کے سرکاری درباری دانشوروں نے کہا تھا کہ پاکستان بچالیا گیا ہے لیکن تھوڑے ہی عرصہ بعد دنیا نے دیکھا کہ ملک دولخت ہوگیا۔ پھر 1973ء میں ذوالفقار علی بھٹو نے بلوچستان میں فوجی آپریشن کیا، اس کے نتائج بھی ہم آج تک بھگت رہے ہیں۔ بلوچستان کی صورت حال اس قدر گھمبیر ہے کہ بلوچستان کے موجودہ گورنر نے علی الاعلان کہا ہے کہ صوبہ ہاتھ سے نکل رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ حکمران تاریخ پر نگاہ ڈالیں، کیا ایسی ایک بھی نظیر موجود ہے کہ اپنے عوام کے خلاف کیا گیا فوجی آپریشن دوررس کامیابی سے ہمکنار ہوا ہو، اور اس کے مثبت نتائج برآمد ہوئے ہوں۔ کشمیر میں بھارتی فوج بہت ظلم وستم کر رہی ہے لیکن بھارت کی غیر مسلم فوج نے بھی کبھی کشمیریوں کے مکانوں اور ٹھکانوں پر لانگ رینج توپوں سے گولہ باری اور فضا سے بمباری نہیں کی۔ کیا مسلمانوں کا شریعت محمدی کا مطالبہ کرنا کوئی جرم ہے کہ ان کی بستیوں کو نیست ونابود کردیا جائے۔ یہ فوجی آپریشن دینی اور دنیوی دونوں لحاظ سے غلط، ضرر رساں اور تباہ کن ہے۔ اگر حکومت کا اسلام سے کوئی بھی تعلق ہے اور اس کو پاکستان کی سلامتی عزیز ہے تو فوری طور پر یہ آپریشن بند کیا جائے اور اہل سوات اور ان کی قیادت سے مذاکرات کرکے اس مسئلے کو حل کیا جائے۔ طاقت کے استعمال سے صرف ہمارے دشمن فائدہ اٹھائیں گے۔ اور ہماری فوج ایک ایسی جنگ میں ملوث ہو جائے گی جس کا ختم ہونا ممکن نظر نہیں آتا۔ ریلی میں رفقاءِ تنظیم اسلامی اور اہلیان لاہور کی کثیر تعداد نے شرکت کی، جنہوں نے بینرز اور پلے کارڈز اٹھا رکھے تھے جن پر یہ نعرے درج تھے:

(1) شریعت سے وفا۔ اہل سوات کی خطا؟

(2) خدارا سوات میں مشرقی پاکستان کی تاریخ مت دہراؤ

(3) امریکیوں کا قبرستان۔ پاکستان اور افغانستان

(4) نفاذِ شریعت سے حکومتی رٹ چیلنج ہوتی ہے، ڈرون حملوں سے نہیں؟

(5) بڑا مجرم کون؟ حکومت کی رٹ کو چیلنج کرنے والا یا اللہ کی رٹ کو چیلنج کرنے والا

کر اپنی خودی میں آشیانہ!

شفیق الرحمٰن صدیقی

قیامِ پاکستان سے لے کر آج تک جس شعبہ کو سب سے زیادہ بازیچۂ اطفال بنایا گیا وہ شعبۂ تعلیم ہے۔ حکومتیں بنتی اور بگڑتی رہیں اور یہ بناؤ اور بگاڑ اس مظلوم شعبہ پر بھی اثر انداز ہوتا رہا۔ ہر کہ آمد عمارت نو ساخت کا تسلسل قائم رہا۔ آٹھ تعلیمی پالیسیاں معرضِ وجود میں آئیں مگر بے ثمر رہیں، پاکستانی قوم کو کوئی واضح سمت اور جہت مہیا نہ کر سکیں۔ درست منزل کے عدم تعین نے پوری قوم کا کباڑہ کر کے رکھ دیا۔ اسلام کے نام پر دنیا کے نقشے پر نمودار ہونے والا ملک اپنا جغرافیائی تشخص بھی برقرار نہ رکھ سکا۔ ملک دولخت ہو کر رہ گیا۔ جو حصہ پاکستان کے نام سے باقی ہے اس کی حالت بھی دگرگوں ہے۔ اندرونی طور پر خلفشار کا شکار ہے اور بیرونی طور پر دباؤ کا، کتنے ہی شکنجوں میں کسا ہوا ہے مگر سلامتی کی راہ عنقاء ہے۔ حکمران اپنے کانوں سے سنتے ہیں اور نہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور نہ اپنے دماغ سے سوچ بچار کرتے ہیں۔ امریکہ و برطانیہ انہیں ڈکٹیٹ کرتے ہیں۔ یہ باغ و بہار ملک ان کی سیرگاہ بن چکا ہے، اُن کے حکام ہر تیسرے روز آ دھمکتے ہیں، ان حکمرانوں سے سرگوشیاں کرتے ہیں، راز و نیاز میں کچھ کہتے ہیں اور پھر اپنے ملک کو سدھار جاتے ہیں۔ ملک کے سیاستدانوں کی بے بسی بھی دیدنی ہے۔ علماء کا طرزِ عمل ناقابلِ رشک ہے۔ دینی قوتیں بٹی ہوئی ہیں، کچھ نے حکومت سے لے ملا رکھی ہے اور کچھ کی چیخ و پکار مؤثر ثابت نہیں ہو رہی۔ مسلم لیگ (ن) گومگو کے عالم میں ہے، صاف چھپتی بھی نہیں اور سامنے آتی بھی نہیں۔ ایسے میں عوام پریشانِ خاطر کسی مسیحا پر نگاہیں جمائے ہوئے ہیں۔

اب مخلوط حکومت نے نئی قومی تعلیمی پالیسی کا مژدہ سنایا ہے۔ وفاقی کابینہ میں ابھی یہ منظور نہیں ہو پایا اور کہا گیا ہے کہ تعلیمی پالیسی کا یہ ڈرافٹ چاروں صوبوں کو بھجوایا جا رہا ہے۔ تشویشناک امر یہ ہے کہ اس مسودہ میں سے اسلامی تعلیم کے لئے مخصوص باب نکال دیا گیا ہے۔ قومی پالیسی 99ء میں باب 111 جو خالصتاً اسلامی تعلیم کے لئے مخصوص تھا، 2009ء کی تعلیمی پالیسی میں اسے شامل نہیں کیا گیا۔ اس کے علاوہ 1999ء کی تعلیمی پالیسی میں اغراض و مقاصد کے عنوان سے شامل باب 11 میں سے بھی بعض اسلامی شقوں کو نکال دیا گیا ہے۔ گویا نئی تعلیمی پالیسی کے حوالے سے قوم کو ایک مخدوش اور تفکر انگیز صورت حال کا سامنا ہے۔ یہ ایک ٹریجڈی ہے کہ حکمرانوں میں اب تک یہ احساس پیدا نہیں ہوا کہ وہ ماضی کے جھروکوں میں جھانک کر یہ معلوم کریں کہ ملک میں مادر پدر آزادی کی تباہ کن روش کیوں پیدا ہوئی ہے، نوجوان بغاوت پر کیوں آمادہ ہیں، وہ خودکش حملوں کے ذریعے جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے کیوں تیار ہو جاتے ہیں، ملک کے تمام ادارے اپنے تمام مطالبات منوانے کے لئے احتجاج میں تشدد کی راہ کیوں اپنا لیتے ہیں، نئی نسل یاس و نومیدی کا شکار کیوں ہے، اس کے طور اطوار اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ کیوں نہیں؟ حضرت اقبال نے کہا تھا:

جوہر میں ہو لا الٰہ تو کیا خوف
تعلیم ہو گو فرنگیانہ!
شاخِ گل پر چہک و لیکن
کر اپنی خودی میں آشیانہ!

ہمارے ہاں تعلیم کے دو سیکٹر ہیں: ایک پرائیویٹ اور دوسرا سرکاری۔ دونوں میں بعد المشرقین کی سی کیفیت ہے۔ اول الذکر کی آن بان اور سج دھج منفرد ہے، بلند و بالا عمارتیں، بہتر سامان تدریس، تکلف آمیز فضا اور بھاری بھرکم فیسیں مگر اساتذہ کی برائے نام تنخواہیں، تعلیم فرنگیانہ اور طور طریقے بھی وہی، گورنمنٹ کا منظور کردہ نصاب برائے نام، دوسری تمام تر کتابیں بازارِ فرنگ سے درآمد کردہ، خال خال اچھے ادارے بھی ہیں مگر زیادہ تر ایسے ہیں کہ جہاں تعلیم عبادت نہیں تجارت ہے۔ دوسرے سرکاری ادارے ہیں، جہاں نہ مکان نہ مدرسہ اور نہ سامان مدرسہ، سٹاف کم، ایڈمنسٹریٹر غائب، بڑی بڑی ڈگریوں کے حامل اساتذہ مگر تعلیم سے لگن اور کمٹمنٹ سے اکثر تہی، ناگفتہ بہ حالت، نظم و انضباط کا فقدان، نگرانی اور سرپرستی سے محروم ایسے میں کہاں سے آئے صدا لا الٰہ الا اللہ۔

اٹھا میں مدرسہ و خانقاہ سے غمناک
نہ زندگی، نہ محبت، نہ معرفت، نہ نگاہ!

حکمرانوں کی توجہ بھی زیادہ تر پرائیویٹ سیکٹر کی طرف ہے، اس لئے کہ ان کے بچے انہی اداروں میں زیرِ تعلیم ہیں۔ توجہ طلب امر تو یہ ہے کہ سب سے پہلے ان تمام سرکاری اداروں کا بہ نظرِ غائر جائزہ لیا جائے، جہاں عمارتیں مخدوش حالت میں ہیں، انہیں بہتر بنایا جائے، جہاں سٹاف کی کمی ہے وہاں اسے دور کیا جائے، جو ادارے سربراہوں کے بغیر عدم ڈسپلن کا شکار ہیں وہاں سربراہوں کا تعین کیا جائے، گھوسٹ سکولوں کا قلع قمع کیا جائے، کام چور اساتذہ کی سرزنش کر کے انہیں باقاعدہ بنایا جائے، نگرانی اور سپرویژن کے عمل کو مؤثر بنایا جائے، سیاسی مداخلت کو ختم کیا جائے، تقرریوں اور تبادلوں کا عمل خالصتاً میرٹ پر سرانجام دیا جائے اور اس میں ضابطۂ کار کی پابندی کی جائے، ناظموں، وزیروں، مشیروں اور دوسرے عوامی نمائندوں کو اس بات کا پابند کیا جائے کہ وہ اپنے دائرہ کار میں رہیں، پرائیویٹ سیکٹر کی بے اعتدالیوں کے خاتمے کے لئے مؤثر تدابیر اختیار کی جائیں، بھاری بھرکم فیسوں پر پابندی عائد کی جائے، ان کے نصابیات کی چھان پھٹک کر کے انہیں قومی و ملکی پالیسی کا سختی سے پابند بنایا جائے۔ جب تک تمام تر صورت حال کو صحیح خطوط پر استوار نہیں کرایا جاتا اس وقت تک کسی نئی تعلیمی پالیسی کا سوچا بھی نہ جائے اور نہ مزید اداروں کو وجود میں لانے کی سعی کی جائے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ معیارِ تعلیم کو بلند کیا جائے، نصابِ تعلیم کو عصری تقاضوں اور نظریۂ پاکستان سے ہم آہنگ کیا جائے، امتحانی نظام کی خرابیوں کو دور کیا جائے، قومی زبان اردو کو اختیار کرنے کے وعدوں کا ایفا کیا جائے، اساتذہ کے تربیتی نظام کو نہ صرف فنی اور پیشہ ورانہ اعتبار سے بہتر بنایا جائے بلکہ اساتذہ کی اخلاقی اور روحانی تربیت کا بھی اہتمام کیا جائے۔ اب تک امتحانات میں 33 فیصد نمبر لینے والا کامیاب قرار دیا جاتا ہے۔ اس تناسب کو بڑھانے کے لئے پہلے مبادیات کو بہتر بنانے پر زور دیا جائے۔ ایک دم 45 فیصد تک چھلانگ لگانے سے متعدد خرابیاں رونما ہو سکتی ہیں۔ اگر نئی قومی تعلیمی پالیسی کا لانا ہمارے حکمرانوں کی ترجیح بن چکی ہو تو اس میں پہلے نظریاتی اہداف کا واضح طور پر تعین کر لیا جائے، پالیسی کے ڈرافٹ کو عام کر دیا جائے، بحث و مباحثہ کے طویل عمل کے بعد ایک متفقہ پالیسی سامنے لائی جائے، ماہرینِ تعلیم، تجربہ کار اساتذہ، علماء، صحافی، طلبہ اور اہلِ دانش و بینش کی آراء لے کر اس قومی دستاویز کو آخری شکل دی جائے۔

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شرقی کے زیر اہتمام

سوات میں فوجی آپریشن کے خلاف احتجاجی مظاہرہ

رپورٹ: عابد حسین

17 مئی 2009ء بروز اتوار تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شرقی کے تحت سوات میں فوجی آپریشن کی حکومتی پالیسی کے خلاف ایک احتجاجی مظاہرے اور ریلی کا انعقاد کیا گیا تھا۔

مظاہرے سے قبل امیر حلقہ نے ایک مشاورت کی نشست رکھی، جس میں انہوں نے تمام شرکاء سے آراء لیں کہ آیا ہمیں ریلی کا انعقاد کرنا چاہیے یا نہیں؟ مشورے کے بعد کثرت رائے سے احتجاجی ریلی کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا اور ایک کمیٹی تشکیل دی گئی، جس کے ذمہ یہ کام لگایا گیا کہ وہ تمام مکاتب فکر کے مقامی نمائندوں کو اس ریلی میں شمولیت کی دعوت دے۔ یہ کمیٹی ڈاکٹر محمد اکرم (امیر جماعت اسلامی ضلع پاکپتن)، مولانا عبدالوہاب (عربیہ فاروقیہ، دیوبند)، قاری محمد یحیٰی (جمعیت علمائے اہلحدیث) فیاض احمد شاہ (جمعیت علمائے اسلام ف) اور غلیل الرحمان شاہ (رہنما سنی تحریک بریلوی) جیسے اصحاب سے ملی۔ عبدالوہاب صاحب اور فیاض شاہ صاحب کے سوا بقیہ سب اصحاب سے بالمشافہ ملاقات کی گئی۔ ان سب اصحاب نے تنظیم اسلامی کی جانب سے سوات آپریشن پر کلمہ حق بلند کیے جانے کے عمل کو بے حد سراہا، بلکہ غلیل الرحمان شاہ صاحب جو بریلوی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے ہیں، کا کہنا تھا کہ ہمارے مشائخ اور اعلیٰ قیادت جو سوات آپریشن کے حق میں اور طالبان کے خلاف مظاہرے اور جلوس وغیرہ بھی کر رہے ہیں، یہ نہایت تشویشناک ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہماری قیادت حالات کی نزاکت سے واقف نہیں۔ اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے، یہ ملک پاکستان اور اسلام کے خلاف عالم کفر کی ایک گہری سازش کا حصہ ہے۔ اگر آج ہم نے اس سازش کو نہ سمجھا اور اسے بے نقاب نہ کیا تو تاریخ ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔

امیر حلقہ محترم محمد ناصر بھٹی کی ہدایت کے مطابق تمام رفقاء نے نماز عصر جامع مسجد بلال ایچ بلاک میں ادا کی۔ نماز کے بعد رفقاء تھانہ بازار میں اکٹھے ہو گئے۔ احباب کی بھی بڑی تعداد نے ریلی میں شرکت کی۔ تمام شرکاء ریلی کو قطاروں میں کھڑا کیا گیا اور انہیں امریکہ کے ڈرونز حملوں کے خلاف اور سوات میں جاری آپریشن کے خلاف لکھی گئی تحریروں پر مبنی بینرز اور چارٹس مہیا کیے گئے۔ ایک رکشہ پر مائیک اور سپیکر رکھا گیا۔ امیر حلقہ نے مائیک سنبھال کر شرکاء کو ضروری ہدایات دیں اور ریلی کے مقصد اور روٹس سے مطلع کیا۔ بعد ازاں عامر حسین نے تلاوت کلام پاک کی۔ اس طرح سورۃ الکوثر کی بابرکت آیات سے ریلی کا آغاز ہوا۔ ریلی تھانہ بازار سے ہوتی ہوئی جناح چوک ریل بازار پہنچی۔ وہاں پر ڈاکٹر محمد محسن نے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے سوات میں جاری آپریشن کی حکومتی پالیسی پر تنقید کی اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ وہ جلد از جلد اس آپریشن کو بند کر دے اور مالاکنڈ میں بسنے والے ہمارے تمام بہن بھائیوں اور بچوں کو جو لاکھوں کی تعداد میں بے گھر ہو کر اپنے ہی ملک میں مہاجرین گئے ہیں، تکلیف دہ صورتحال سے چھٹکارا دلایا جائے اور امریکی آشیرباد پر مسلمانوں کی ناحق خون ریزی کا سلسلہ بند کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت امریکہ ڈرون حملوں پر سخت موقف اپنائے اور قوم کی بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی رہائی کے لئے امریکہ پر دباؤ ڈالے۔

اس کے بعد ریلی جناح چوک، قبولہ بازار سے ہوتی ہوئی فوارہ چوک پہنچی۔ راستے میں قاری محمد صدیق اور ڈاکٹر محمد محسن نے سوات آپریشن اور ڈرونز حملوں کے خلاف اپنے اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔ فوارہ چوک میں پہنچ کر شرکاء کو ایک دائرے میں کھڑا کر دیا گیا اور پروفیسر محمد انس نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکومت امریکہ کی ریاستی دہشت گردی کے اصل جرم کی طرف تو توجہ نہیں کر رہی لیکن سوات کے نہتے مسلمانوں پر طالبان کی آڑ میں ظلم کی انتہا کر رہی ہے۔

اس کے بعد امیر حلقہ محترم محمد ناصر بھٹی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جمہوری حکومت نے سوات آپریشن شروع کر کے پرویز مشرف کے آمرانہ دور کی یاد تازہ کر دی ہے۔ پرویز مشرف نے جامعہ حفصہ کی معصوم بچیوں کا ناحق خون بہایا اور جمہوری حکمرانوں نے لاکھوں مسلمانوں کو اپنے گھروں سے نکلنے پر مجبور کر دیا ہے۔ کیا یہ حکمران مشرقی پاکستان کا سبق بھول گئے؟ کیا انہیں امریکی، اسرائیلی، بھارتی، اور دیگر غیر مسلم ممالک کے عزائم کی خبر نہیں، جو گدھوں کی طرح پاکستانی ایٹمی ہتھیاروں پر نظریں جمائے بیٹھے ہیں۔ یہ سب کچھ اس لئے کیا جا رہا ہے کہ کسی نہ کسی طرح پاکستان کے ایٹمی دانت توڑ دیئے جائیں۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ فوری طور پر سوات آپریشن کو ختم کرے اور امریکہ کے قبائلی علاقوں پر ڈرونز حملوں کا بھرپور جواب دے، اب جبکہ حال ہی میں پاکستانی ائیر فورس کے کمانڈر نے کہا ہے کہ پاکستانی ائیر فورس امریکی ڈرونز حملوں کو روکنے کی مکمل صلاحیت رکھتی ہے، آخر کیا وجہ ہے کہ ہمارے لوگوں کو بے گناہ شہید کیا جا رہا ہے اور حکومت خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہم نے سبق نہ سیکھا اور اپنی غلطیوں کا مداوا نہ کیا تو پھر پچھتاوے سوا ہمارے ہاتھ کچھ نہ آئے گا۔

آخرکار میں امیر حلقہ نے تمام شرکاء ریلی کا شکریہ ادا کیا اور ساتھ ہی ریلی میں شامل پولیس اہلکاروں کا بھی شکریہ ادا کیا۔ نماز مغرب سے آدھا گھنٹہ پہلے یہ احتجاجی مظاہرہ اختتام پذیر ہوا۔ قاری محمد صدیق نے آخر میں دعا کروائی۔ اس ریلی میں شامل رفقاء و احباب کی تعداد 60 کے درمیان تھی۔ ایک نجی ٹیلی ویژن ATV نے اس ریلی کی ویڈیو ریکارڈنگ بھی کی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین!

آپریشن جاری ہے

ڈاکٹر شاہد مسعود

16 دسمبر 1971ء جمعرات، شوال 1391ھ کی 27 اور مگھر 2028 کی 30 تاریخ! شام پانچ بجے ریڈیو پاکستان سے خبریں یوں گونج رہی ہیں "بھارتی فوج آج سہ پہر مشرقی پاکستان کے صدر مقام ڈھاکہ میں داخل ہو گئی۔ جس کے بعد بھارتی اور پاکستانی کمانڈروں کے درمیان آج طے پائے معاہدے کے نتیجے میں مشرقی پاکستان کے تمام محاذوں اور سیکٹروں پر لڑائی بند ہو گئی ہے۔ اسی دوران پاکستانی فوج نے پونچھ سیکٹر میں بھارتی فوج کو بھاری جانی نقصان پہنچانے کے علاوہ شکر گڑھ کے علاقے میں بھی دشمن کو پسپائی پر مجبور کر دیا ہے اور پچاس بھارتی فوجی اس دوران گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ بھارتی سپلائی لائن اور مواصلاتی نظام کو شدید نقصان پہنچا ہے اور فضائیہ کے شاہینوں نے بھٹنڈا کے ریلوے اسٹیشن پر حملہ کر کے وہاں تنصیبات جبکہ شکر گڑھ کے علاقے میں ہمارے طیاروں نے برق رفتاری سے جھپٹ کر دشمن کا ایک مگ 21 طیارہ، پانچ ٹینک، تین درمیانی توپیں اور کئی فوجی گاڑیاں تباہ کر دی ہیں۔"

اور اب سینتیس اڑتیس برس بعد بھی کیا معاملہ ہے؟ ہم خود فریبی اور منافقت کے نتیجے میں آدھا ملک گنوا دینے اور گزرے باسٹھ برسوں کے دوران بارہا اپنے ہی ہم وطنوں کو فتح کر لینے کی ناکام کوششوں کے باوجود دنیا بھر میں ذلیل و خوار اپنا کشکول لے کر گھومنے اور جہاں کی پھٹکار سننے کے بعد یہاں تک تو فخریہ اعلان کرنے کو تیار ہیں کہ "میں طویل غیر ملکی دورے پر زیادہ بھیک مانگنے گیا تھا!!" لیکن کوئی واضح راہ متعین کرنے، نظریہ تراشنے یا حکمتِ عملی طے کرنے کو تیار نہیں!

بنگالی، غاصبوں سے لڑ رہا تھا اور ہم غداروں سے! کوئی وطن کی عظمت کے نام پر سینے چاک کر رہا تھا تو کوئی حقوق کی جنگ کے دوران دوسرے کا سر قلم! دونوں ہی اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرتے، زبان پر کلمہ کے ساتھ، زخموں سے چور اِس یقین کے ساتھ دم توڑ رہے تھے کہ یہ شہادت بارگاہ الٰہی میں اُن کے درجات کی بلندی کا سبب بنے گی!! ہماری غرور سے اکڑی گردنیں نہ جھکیں، پرچم سرنگوں ہو گیا، انا کا خول محفوظ رہا، ملک ٹوٹ گیا اور ہم نے مجیب الرحمان کو ملک دشمن کہہ کر اس کے چھ نکات تو مسترد کر دیئے لیکن بنگلہ دیش تسلیم کرتے ہوئے اُسے 23 فروری 1974ء کو لاہور ایئر پورٹ پر گارڈ آف آنر پیش کیا اور تب بھی کئی بزرگ جب عالم رویا میں پاکستان پر اُترتی مصیبتوں کو چشم باطن سے ملاحظہ کر کے شراب و کباب میں غرق حکمرانوں کو خبردار کیا کرتے تو جواباً قہقہوں کی صورت انہیں احمق و جاہل قرار دے کر یہ کہا جاتا کہ "قوم سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح متحد ہے! دشمن میلی آنکھ سے ہماری جانب نہیں دیکھ سکتا! اُس کے ناپاک عزائم خاک میں ملا دیں گے! ہماری بھرپور سفارتی کامیابی کے نتیجے میں ویت نام کے سمندر سے ایٹمی قوت سے چلنے والا ساتواں امریکی بحری بیڑا خلیج بنگال کی طرف بھارت کو ملیامیٹ کرنے آگے بڑھ رہا ہے اور شمالی سرحدوں پر نئے محاذ کھولنے چین کی فوج کی نقل و حرکت سے نئی دہلی میں سراسیمگی پھیل گئی ہے"۔ وغیرہ وغیرہ!

> ہم خود فریبی اور منافقت کے نتیجے میں آدھا ملک گنوا دینے اور گزرے باسٹھ برسوں کے دوران بارہا اپنے ہی ہم وطنوں کو فتح کر لینے کی ناکام کوششوں کے باوجود اپنے لئے کوئی واضح راہ متعین کرے یا حکمتِ عملی طے کرنے کو تیار نہیں

صوبہ سرحد پختونخواہ میں بھرپور عسکری کارروائی جاری ہے! سینکڑوں شدت پسندوں کے مارے جانے اور لاکھوں انسانوں کے بے گھر ہو جانے کی خبریں ہیں! یہ "شدت پسند" کون ہیں؟ میں نہیں جانتا کیونکہ کچھ عرصہ قبل یہ افغانستان میں قائم بھارتی قونصل خانوں سے مدد لیتے ملک دشمن عناصر تھے! پھر اچانک ممبئی پر ہوئے حملوں کے بعد اِن "بھارتی ایجنٹوں" نے کسی بھی جارحیت کی صورت بھرپور ملکی دفاع کا اعلان کرتے، پاک فوج کے شانہ بشانہ لڑنے کا اعلان کر دیا تھا۔ پھر بھی طے ہوا تھا کہ مطالبہ صرف عدل وانصاف کی فراہمی ہے، اس لئے صرف مفاہمت ہی بہترین حکمت عملی ہے! اور واحد رستہ چونکہ معاہدہ ہے، اس لئے بھرپور "قومی یکجہتی" کا اسی طرح مظاہرہ کرتی قوم کی منتخب پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر انتہائی سرعت سے معاہدہ پر دستخط کر دیئے تھے جس طرح اب سر جھکائے ایک بار پھر "اعلیٰ قومی مفاد کے تقاضوں کو ملحوظِ خاطر رکھتے" اور "سیاسی بلوغت کا اظہار" کرتے، اُس کے خلاف عسکری کارروائی کی حمایت کر دی ہے!

کیسے خوش طبع ہیں اس شہرِ دل آزار کے لوگ
موجِ خوں سر سے گزر جاتی ہے تب پوچھتے ہیں
ایک ہم ہی تو نہیں ہیں جو اُٹھاتے ہیں سوال
جتنے ہیں خاک بسر شہر کے، سب پوچھتے ہیں
یہی مجبور، یہی مہر بلب، بے آواز
پوچھنے پر کبھی آئیں تو غضب پوچھتے ہیں
کرم مسند و منبر کہ اب ارباب حکم
ظلم کر چکتے ہیں تب مرضیٔ رب پوچھتے ہیں

زرداری صاحب نے پہلے کراچی جا کر گزرے دور میں وہاں ہوئے آپریشن پر معافی طلب کر کے حکومت قائم کی اور بلوچستان جا کر وہاں کے عوام سے! اگلی بار کبھی حکمرانی کا موقع ملا تو اُن کی جماعت پختونوں سے معافی مانگے گی (اگر وقت تب تک ہم پر مہرباں رہا تو!) عوامی نیشنل پارٹی کے لئے بھی مستقبل کی صورت گری یوں دشوار رہے گی کہ پہلی بار اقتدار میں آ کر صوبے کا نام پختونخواہ کرواتی ایک قوم پرست اور عدم تشدد کی علمبردار جماعت اپنی ہی سرزمین پر فوجی آپریشن کو دعوت دیتی ہے!!! اکبر بگٹی کو یہ داغ مٹانے کے لئے اپنا خون بہانا پڑا تھا کہ اقتدار تو آتی جاتی شے ہے! یہ بہانے، ڈھکوسلے، داستانیں بھی اپنی جگہ دھری رہ جاتی ہیں جب تاریخ بے رحمی سے اپنا الگ حساب کتاب متعین کرتی ہے! کیا اُنہیں اس حقیقت کا ادراک ہے کہ "فوجی آپریشن" اُن کی سیاست کی ناکامی ہے!! بندوق تب فیصلہ کرتی ہے، جب مذاکرات کا ہر رستہ ختم ہو جائے اور سیاست دانوں کی کامیابی ہی تب ہوا کرتی ہے جب وہ معاملات کو ہر صورت اس مرحلہ تک نہ پہنچنے دیں! اگر ہر فیصلے اور مسئلے کا حل فوج ہی نے تلاش کرنا ہے تو کیا آپ صرف "امدادی کیمپوں میں سامان اکٹھا کرنے" اقتدار میں تشریف لائے ہیں؟

اور پھر یہ قومی علماء مشائخ کانفرنس؟ سرکاری

خزانے کا بے دریغ استعمال اور بے مقصد قراردادیں اور اپیلیں! اباسٹھ برسوں میں نہ ہم قائداعظم کے افکار و خیالات کی درست تشریح پر اتفاق کر سکے اور نہ علامہ اقبال کے اشعار کے مفہوم پر اتحاد! قوموں، فرقوں اور مسالک کی تقسیم در تقسیم اور ہر دور کی نئی منطق! جنرل ضیاء الحق کے دور میں منعقد ہوتی علماء و مشائخ کانفرنسیں جہاد فی سبیل اللہ کا درس دیتی دنیا کے ہر کونے میں باطل کو مٹا دینے کے لئے پکارا کرتی تھیں اور اب بھی حکومتی سرپرستی میں ہوتی محافل اُس کے برعکس اقدام کو عین شریعت قرار دے رہی ہیں!!! اور حیران کن امر یہ کہ ذرا...... مدعوئین اور مقررین کے ناموں کی فہرستیں ملاحظہ کیجئے!

روئیداد خان نے کہا کہ برسوں پہلے انہوں نے ہجرت کرتے بنگالیوں کو بھارتی سرحد کی طرف جاتے دیکھا تھا۔ جنرل حمید گل نے اِسی بات کو آگے بڑھاتے کہا کہ اگر آج بھی سرحد پار امریکہ نہ موجود ہوتا تو شاید پختون، ہماری عسکری کارروائی کے بعد افغان سرحد کا ہی رُخ کرتے اور پھر...... جنرل حمید گل نے ایک عجب جملہ کہا "ہو سکتا ہے یہ ظلم آگے چل کر...... کسی پختون مکتی باہنی کو جنم دے دے"۔

اُسی خطے کا باسی فراز دنیا چھوڑ گیا ورنہ شاید وہ پھر کچھ ایسا ہی کہتا کہ۔

اب مرے دوسرے بازو پہ وہ شمشیر ہے جو
اس سے پہلے بھی مرا نصف بدن کاٹ چکی
اُسی بندوق کی نالی ہے مری سمت کہ جو
اس سے پہلے مری شہ رگ کا لہو چاٹ چکی
پھر وہی آگ در آئی ہے مری گلیوں میں
پھر مرے شہر میں بارود کی بو پھیلی ہے
پھر سے تو کون ہے؟ میں کون ہوں؟ آپس میں سوال
پھر وہی سوچ میانِ من و تو پھیلی ہے
مری بستی سے پرے بھی مرے دشمن ہوں گے
پر کہاں کب کوئی اغیار کا لشکر اترا
آشنا ہاتھ ہی اکثر مری جانب لپکے
مرے سینے میں سدا اپنا ہی خنجر اترا
پھر وہی خوف کی دیوار تذبذب کی فضا
پھر ہوئی عام وہی اہلِ ریا کی باتیں
نعرہ حب وطن، مالِ تجارت کی طرح
جنسِ ارزاں کی طرح، دینِ خدا کی باتیں
دل کشیں آنکھوں میں فرقت زدہ کاجل رویا
شاخ بازو کے لئے زلف کا بازو رویا
مثل پیراہن گل، پھر سے بدن چاک ہوئے
جیسے اپنوں کی کمانوں میں ہوں اغیار کے تیر
اس سے پہلے بھی ہوا چاند محبت کا دو نیم
نوک دشنہ سے کھچی تھی مری دھرتی پہ لکیر

آج ایسا نہیں، ایسا نہیں ہونے دینا
اے مرے سوختہ جانو مرے پیارے لوگو!
اب کے گر زلزلے آئے تو قیامت ہو گی
مرے دل گیر مرے درد کے مارے لوگو!
کسی غاصب، کسی ظالم، کسی قاتل کے لئے
خود کو تقسیم نہ کرنا، مرے سارے لوگو!!

"آپریشن جاری ہے۔ لاتعداد شدت پسند مارے جا چکے ہیں۔ بے مثال کامیابی حاصل ہو رہی ہے۔ دشمن کے دانت کھٹے کر دیئے جائیں گے۔ قوم سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہے۔ تمام سازشیں ناکام بنا دی جائیں گی۔ سیاسی قیادت متحد ہے۔ بھارت ہمارا دوست ہے۔ قوم بیدار ہے۔ علماء یکسو اور یکجا ہو چکے ہیں۔ اُٹھنے والی آنکھ پھوڑ اور بڑھنے والا ہاتھ توڑ دیا جائے گا۔ سب ٹھیک ہے اور ایسا ہی رہے گا۔ جتنا زیادہ ہو سکے، چندہ، خیرات اور امداد دیں تاکہ آپ کے بھائیوں کی مدد ہو سکے"۔ مفتی رفیع عثمانی کو نہیں صاحبزادہ فضل کریم کو سنیئے۔ ریڈیو پاکستان اب بھی یونہی گونج رہا ہے کہ آپریشن جاری ہے۔

(بشکریہ روزنامہ "جنگ")

❁❁❁❁❁

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ کراچی شمالی کے مبتدی رفقاء جناب محمد سہیل اور جناب محمد عمر کی والدہ اور ہمشیرہ شدید علیل ہیں قارئین ندائے خلافت اور رفقاء و احباب سے ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل ہے۔

گرمیوں کی تعطیلات کا بہترین مصرف

دینی معلوماتی تربیتی کورس

برائے طالبات و خواتین

8 جون تا 30 جولائی 2009ء

بمقام: قرآن اکیڈمی 36 کے ماڈل ٹاؤن لاہور

اس کورس میں اِن شاء اللہ العزیز مندرجہ ذیل مضامین کی تدریس ہوگی:

① تجوید (نماز و قراءت کی تصحیح) ② ابتدائی عربی گرامر + عربی بول چال
③ مطالعۂ حدیث ④ ارکانِ اسلام ⑤ مطالعۂ قرآن حکیم کا منتخب نصاب

نوٹ

☆ کلاسز ہفتے میں 4 دن (سوموار، منگل، بدھ، جمعرات) ہوں گی۔
☆ اوقاتِ تعلیم روزانہ 4:00 تا شام 7:30 ہوں گے۔
☆ تدریس کا آغاز اِن شاء اللہ 8 جون سے ہوگا، رجسٹریشن بھی اسی دن ہوگی۔
☆ کورس فیس مبلغ -/300 روپے ہے جس میں جملہ کتب کی قیمت بھی شامل ہے۔
☆ مستحق طالبات کے لیے فیس میں رعایت کی گنجائش موجود ہے۔
☆ پابندی سے کورس کی تکمیل پر کامیاب طالبات میں اسناد تقسیم کی جائیں گی۔

داخلے کی خواہش مند خواتین جلباب (بڑی چادر) کے ساتھ تشریف لائیں

المعلنہ: ناظمہ حلقہ خواتین تنظیم اسلامی پاکستان

قرآن اکیڈمی 36 کے ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 03-5869501

MULTICAL-1000

Calcium+Vitamin C & B12 + Folic Acid Sachet

BOOST CALCIUM

BEFORE, DURING & AFTER PREGNANCY

TASTY and TANGY

MULTICAL-1000

2 IN 1

CALCIUM

The growing fetus needs calcium for developing strong bones & teeth.

FOLIC ACID

Essential during pregnancy to prevent Neural Tubular Defect (NTD) in the developing fetus.

Calcium Supplement Guidelines

Recommended Calcium Intakes	milligrams per day
Pregnancy	
Less than or equal to 18 years	1,300 mg
19 through 50 years	1,000 mg
Lactation	
Less than or equal to 18 years	1,300 mg
19 through 50 years	1,000 mg

Source: Institute of Medicine, National Academy of Sciences 2002

Vitamin B12

- Promotes growth in children
- Needed for Calcium absorption

Sweetened WITH ASPARTAME

Composition:

Each sachet contains:

- Calcium lactate gluconate..........1000 mg
- Calcium carbonate..........327 mg
- Vitamin C..........500 mg
- Folic Acid..........1 mg
- Vitamin B12..........250 µg

M-1000/D/MU/04-08

PHARMA

NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD

www.nabiqasim.com

your Health our Devotion